ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جولائی 2024ء – ذوالحجہ 1445ھ (جلد 21 شمارہ 12)

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................مالِ حرام کی نحوست و بے برکتی.........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط52)............................تلاوت و تعلیمِ قرآن وحکمت

اور تزکیہ کنندہ رسول...// // 5

درسِ حدیث...................مساجد کے ذریعہ فخر وتفاخر کا فتنہ...........// // 14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..مفتی محمد رضوان 20

علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،

کتب، مختصر تعارف (انیسواں حصہ)........................مفتی غلام بلال 23

تذکرۂ اولیاء: ....پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور

خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط7)..........................مولانا محمد ریحان 26

پیارے بچو!..................بڑی عید کا گوشت اور فریزر...............// // 29

بزمِ خواتین...ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:17).....مفتی طلحہ مدثر 31

آپ کے دینی مسائل کا حل.......................تکفیر بازی ومغالطاتِ

سلفی کا جائزہ (قسط21)..ادارہ 35

کیا آپ جانتے ہیں؟.......گمراہ کن ائمہ ولیڈروں کا فتنہ.........مفتی محمد رضوان 43

عبرت کدہ...............حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ سوم).........مولانا طارق محمود 47

طب وصحت...............سر چکرانا (Giddiness).........حکیم مفتی محمد ناصر 50

اخبارِ ادارہ...........ادارہ کے شب وروز.....................// // 52

ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد نمبر 21 (1445ھ) کی اجمالی فہرست...........مولانا طارق محمود 54

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

مالِ حرام کی نحوست و بے برکتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ(بخاری ،رقم الحدیث ۲۰۵۹)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا، جس میں آدمی، یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا، وہ حلال طریقہ پر لیا، یا حرام طریق پر لیا(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ :(يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ) وَقَالَ :(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ(صحیح مسلم،رقم الحدیث ۱۰۱۵"۶۵")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ، پاکیزہ ہے، صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، اور بے شک اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے، جو اپنے رسولوں کو حکم دیا ہے، جیسا کہ سورہ مومنون میں ارشاد فرمایا کہ ”اے رسولوں! کھاؤ تم پاکیزہ چیزوں میں سے، اور عمل کرو تم، نیک، بے شک میں ان کاموں کو جو کرتے ہو تم، خوب علم رکھنے والا ہوں“ اور جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے کھاؤ تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے جن کا رزق دیا ہم نے تم کو“۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا، جو لمبا سفر کرتا ہے، گرد

آلود حالت میں ہوتا ہے۔اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے کہ اے میرے رب،اے میرے رب،اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے،اور اس کا پینا حرام ہے،اور اس کا پہننا حرام،اور اس نے حرام کی غذا حاصل کی ہوی ہے،پس اس کے لئے کہاں سے دعاء قبول کی جائے گی(صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ حرام کھانے،پینے اور حرام استعمال کرنے والے کی دعاء قبول نہیں کی جاتی،پھر حرام کو چھوڑے بغیر وظائف اور تعویذات اور مختلف قسم کے چلے کیا کام کریں گے،جیسا کہ حرام مال کی وجہ سے بہت سے لوگوں پر اللہ کی طرف سے مصائب وآفات آجاتی ہیں،اور وہ ان سے بچنے کے لئے مختلف دعاؤں چلوں،اور اوراد و وظائف اور تعویذات وعملیات سب کچھ کرتے ہیں،لیکن ان سے فائدہ نظر نہیں آتا،اور آج کل مالدار لوگوں،اور حرام خوروں میں اس صورتِ حال کی کثرت ہے،جس کی بنیادی وجہ حرام مال کا استعمال ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَذْهَبَ إِلَى الْجَبَلِ، فَيَحْتَطِبَ، ثُمَّ يَأْتِيَ بِهِ يَحْمِلُهُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعَهُ فَيَأْكُلَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، وَلَأَنْ يَأْخُذَ تُرَابًا فَيَجْعَلَهُ فِي فِيهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْعَلَ فِي فِيهِ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ (مسند احمد،رقم الحديث ۷۴۹۰)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی،جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ پر چلا جائے،پھر لکڑیاں اپنی پشت پر لاد کر لے آئے،اور ان کو فروخت کر کے کھالے،یہ اس کے لئے بہتر ہے،اس عمل سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے،اور یہ کہ وہ مٹی لے کر اپنے منہ میں ڈال لے،یہ بہتر ہے،اس عمل سے کہ وہ اپنے منہ میں ایسی چیز داخل کرے،جس کو اللہ نے اس پر حرام قرار دے رکھا ہے(مسند احمد)

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 52، آیت نمبر 164)

مفتی محمد رضوان

تلاوت وتعلیمِ قرآن وحکمت اور تزکیہ کنندہ رسول

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً بلاشبہ احسان کیا اللہ نے مومنوں پر، جب بھیجا ان میں رسول کو ان ہی کے نفوس میں سے، تلاوت کرتا ہے وہ (رسول) اس (اللہ) کی آیات کو، اور پاک کرتا ہے وہ (رسول) ان (مومنوں) کو اور تعلیم دیتا ہے وہ (رسول) ان (مومنوں) کو کتاب کی اور حکمت کی، اگرچہ تھے وہ (لوگ) اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اپنے ایک عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے۔

اور وہ احسان آخری رسول، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔

اس رسول کی بعثت کے عظیم الشان احسان کو اللہ نے چند صفات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ان میں سے ایک صفت تو یہ ہے کہ وہ رسول ان لوگوں کے نفوس میں سے ہی مبعوث فرمایا۔

یعنی وہ رسول، نسلِ انسانی، اور عرب کے ان لوگوں کے علاقہ اور نسب سے تعلق رکھتا ہے۔

اور پھر اس رسول کی چار عظیم الشان صفات، بلکہ اس نبی کے مناصبِ رسالت ومقاصدِ نبوت کو بیان فرمایا۔

ان میں سے پہلا منصب ومقصد اللہ کی آیات کی تلاوت کرنا، دوسرا منصب ومقصد مومنوں کو پاک کرنا، تیسرا منصب ومقصد کتاب، یعنی قرآن مجید کی تعلیم دینا، تیسرا منصب ومقصد حکمت کی تعلیم دینا ہے۔

اور آخر میں فرمایا کہ مذکورہ چاروں صفات پر مشتمل رسول کی بعثت سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلاء تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسولِ عربی کی بعثت ان چار مقاصد کے لئے ہوئی ہے، اور یہ چاروں مقاصد ہی دراصل کھلی گمراہی سے بچانے کا ذریعہ ہیں۔

قرآن مجید کی بعض دوسری آیات میں بھی رسول کے ان چاروں مقاصدِ بعثت کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرنے کا ذکر گذر چکا ہے کہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورۃ البقرۃ،رقم الآیۃ ۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب! اور بھیج دیجیے ان (لوگوں) میں ایک رسول ان ہی میں سے، جو تلاوت کرے ان (لوگوں) پر آپ کی آیتوں کی، اور تعلیم دے وہ (رسول) ان (لوگوں) کو کتاب کی اور حکمت کی، اور پاک کرے وہ (رسول) ان (لوگوں) کو، بے شک تو عزیز ہے، حکیم ہے (سورہ بقرہ)

سورہ بقرہ کی اس آیت میں بھی چار مناصب ومقاصد کا ذکر ہے۔

اور سورہ بقرہ میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گذر چکا ہے کہ:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (سورۃ البقرۃ،رقم الآیۃ ۱۵۱)

ترجمہ: جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے، جو تلاوت کرتا ہے تم پر ہماری آیتوں کی، اور پاک کرتا ہے وہ (رسول) تم کو، اور تعلیم دیتا ہے وہ (رسول) تم کو کتاب کی اور حکمت کی، اور تعلیم دیتا ہے وہ (رسول) تم کو ان چیزوں کی جن کو نہیں جانتے تھے تم (سورہ بقرہ)

اور سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (سورة الجمعة، رقم الآية ٢)

ترجمہ: وہی (اللہ ہے) کہ بھیجا اس نے امیوں (یعنی غیر پڑھے لکھوں) میں رسول کو ان (امیوں) میں سے، جو تلاوت کرتا ہے، ان پر اس (اللہ) کی آیات کو، اور پاک کرتا ہے وہ (رسول) ان (لوگوں) کو، اور تعلیم دیتا ہے وہ (رسول) ان (لوگوں) کو کتاب کی اور حکمت کی، اگرچہ تھے وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں (سورہ جمعہ)

مذکورہ آیات میں بھی ان ہی چار مقاصد کا ذکر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کی آیات نازل کی گئیں، ان سب کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے من وعن تلاوت بھی کیا، ان کو حفظ بھی یاد بھی کرانے کا اہتمام کیا، اور ان کو لکھوانے کا بھی انتظام کیا، اور ساتھ ہی ہر نازل ہونے والی آیت کے قرآن مجید کے مخصوص مقام اور سورت سے تعلق ہونے کی بھی نشان دہی فرمائی، اور اس طرح سے قرآن مجید مکمل شکل میں محفوظ ہوگیا، اور جو امور قابلِ اختلاف ہوسکتے تھے، صحابۂ کرام، اور بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے ان کو بھی باہمی مشورہ واتفاقِ رائے سے طے فرمادیا، اور اس طرح اب جو قرآن مجید ہمارے سامنے دولوحوں کے درمیان ہے، وہ پوری طرح محفوظ ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الحجر میں محفوظ ہونے کا اس طرح اعلان فرمادیا ہے کہ:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (سورة الحجر، رقم الآية ٩)

ترجمہ: بے شک نازل کیا ہم نے ذکر (یعنی قرآن) کو اور بے شک ہم اس کی البتہ حفاظت کرنے والے ہیں (سورہ حجر)

قرآن مجید کو ذکر اس لئے کہا گیا کہ یہ سراسر اللہ کا ذکر ہے، بلکہ اللہ کا مبارک ذکر ہے۔

چنانچہ سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ (سورة الانبياء، رقم الآية ٥٠)

ترجمہ: اور یہ ذکرِ مبارک ہے، نازل کیا ہم نے اس کو (سورہ انبیاء)

اور سورہ حٰم سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ. لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (سوره حم السجدة، رقم الآيات ۴۱، و۴۲)

ترجمہ:اور بے شک یہ یقیناً کتابِ عزیز ہے،نہیں آتا اس کے پاس باطل اس کے سامنے سے،اور نہ اس کے پیچھے سے،نازل کی گئی ہے حکیم وحمید کی طرف سے (سورہ حم سجدہ)

اورسورہ قیامہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ.إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ .فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ.ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (سورة القيامة،رقم الآيات، ۱۶ تا ۱۹)

ترجمہ: مت حرکت دیجیے آپ اس (نزولِ قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو،تاکہ جلدی کریں آپ اس کے ساتھ ،بے شک ہمارے اوپر ہے،جمع کرنا،اس کو،اور قرائت کرانا،اس کی،پس جب قرائت کرچکیں ہم،تو آپ اس قرائت کا اتباع کیجئے، پھر بے شک ہمارے اوپر ہے،اس کا بیان (سورہ قیامہ)

اورقرآن مجید اپنے الفاظ اور معانی دونوں کے اعتبار سے ہدایت کا ذریعہ ہے،اس لئے قرآن مجید کے الفاظ اوراس کے معانی دونوں ہی کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہے۔

جہاں تک تلاوتِ قرآن مجید کا تعلق ہے،تو قرآن مجید کی تلاوت کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار حکم دیا گیا،اوراس کو ایمان میں اضافہ،اور ثواب کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے،اوراسی وجہ سے سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت بھی بے فائدہ نہیں، بلکہ عظیم اجروثواب کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا (سورة الانفال،رقم الآية ۲)

ترجمہ:اور جب تلاوت کیا جاتا ہے ان (مومنوں) پر اس (اللہ) کی آیات کو تو زیادہ ہوجاتا ہے،ان کا ایمان (سورہ انفال)

قرآن مجید کی سورت نازل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی صفت کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (سورة التوبة،رقم الآية ۱۲۴)

ترجمہ: پس وہ لوگ جو ایمان لائے،تو زیادہ کرتی ہے وہ (سورت) ان کو ایمان کے

اعتبار سے اور وہ خوشی حاصل کرتے ہیں (سورہ توبہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْأُتْرُجَّۃِ، رِیحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِی لاَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ، لاَ رِیحَ لَھَا وَطَعْمُھَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَۃِ، رِیحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِی لاَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ، لَیْسَ لَھَا رِیحٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۲۷، مسلم، باب فضیلۃ حافظ القرآن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن کی قرائت کرتا ہے، ترنج کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہے، اور اس مومن کی مثال جو قرآن کی قرائت نہ کرے، اس کھجور کی طرح ہے، جس کا ذائقہ میٹھا ہے، لیکن اس میں خوشبو نہیں، اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی قرائت کرتا ہے، ریحانہ (تلسی یا Basil) کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور ذائقہ کڑوا ہے، اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی قرائت نہیں کرتا، حنظلہ (یعنی اندرائن کے پھل یا Colocynth) کی طرح ہے، جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور اس میں خوشبو بھی نہیں (بخاری)

مذکورہ حدیث سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے مومن کی فضیلت معلوم ہوئی۔

جہاں تک قرآن مجید کی تعلیم کا تعلق ہے، تو قرآن مجید کی تعلیم دینا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد میں سے تھا، بلکہ کسی بھی کتاب کی تعلیم حاصل کرنے کا صحیح طریقہ معلم واستاذ سے سیکھنے کا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ اس کے معانی کی بھی تعلیم دی، اور آپ کی یہ تعلیم، اللہ کے حکم سے تھی، اسی وجہ سے قرآن مجید کی جو باتیں، وضاحت اور تشریح طلب تھیں، ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توضیح وتشریح فرمائی، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عملی زندگی، قرآن مجید کے عملی نمونہ سے عبارت ہے۔

اسی وجہ سے قرآن مجید کی تعلیم وتعلم کی بڑی فضیلت واہمیت ہے۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

(صحیح البخاری،رقم الحدیث ۵۰۲۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن کا (خود) علم حاصل کرے،اور قرآن کی (دوسروں کو) تعلیم دے (بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقَدْ عِشْنَا بُرْهَةً مِنْ دَهْرٍ وَأَحَدُنَا يُؤْتَى الْإِيمَانَ قَبْلَ الْقُرْآنِ وَتَنْزِلُ السُّورَةُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا وَآمِرَهَا وَزَاجِرَهَا وَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُوقَفَ عِنْدَهُ مِنْهَا كَمَا تَتَعَلَّمُونَ أَنْتُمُ الْيَوْمَ الْقُرْآنَ ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُ الْيَوْمَ رِجَالًا يُؤْتَى أَحَدُهُمُ الْقُرْآنَ قَبْلَ الْإِيمَانِ فَيَقْرَأُ مَا بَيْنَ فَاتِحَتِهِ إِلَى خَاتِمَتِهِ ,وَلَا يَدْرِي مَا آمِرُهُ ,وَلَا زَاجِرُهُ ,وَلَا مَا يَنْبَغِي أَنْ يُوقَفَ عِنْدَهُ مِنْهُ وَيَنْتَثِرُهُ نَثْرَ الدَّقَلِ (شرح مشكل الآثار للطحاوی،رقم الحدیث ۱۴۵۳)

ترجمہ: ہم نے اپنے زمانہ میں ایک زمانہ اس طرح گزارا کہ ہم میں سے کسی شخص کو قرآن سے پہلے ایمان دیا جاتا تھا،اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سورت نازل ہوتی تھی،تو وہ اس کے حلال اور حرام کا اور اس کے اوامر اور زواجر (یعنی تنبیہات اور وعیدوں) کا علم حاصل کرتا تھا،اور وہ یہ درست نہیں سمجھتا تھا کہ وہیں ٹھہر جائے اور آگے نہ بڑھے،جیسا کہ تم آج قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہو،میں نے آج ایسے لوگ دیکھے ہیں،جنہیں ایمان سے پہلے قرآن دے دیا جاتا ہے،پھر وہ سورہ فاتحہ سے لے کر ختمِ قرآن تک اس کو پڑھ لیتا ہے،اور یہ نہیں جانتا کہ قرآن نے کس چیز کا حکم دیا،اور کس چیز پر تنبیہ فرمائی،اور نہ وہ اس چیز کو مناسب سمجھتا کہ وہ اس کو اپنے پاس محفوظ رکھے،اور اس کو ردی کھجوروں کی طرح پھینک نہ دے (طحاوی)

اور حضرت ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا مَنْ كَانَ يُقْرِئُنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُمْ

كَانُوا "يَقْتَرِئُونَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ "، فَلا يَأْخُذُونَ فِي الْعَشْرِ الْأُخْرَى حَتَّى يَعْلَمُوا مَا فِي هَذِهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ، قَالُوا :فَعَلِمْنَا الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ (مسنداحمد،رقم الحديث ۲۳۴۸۲)

ترجمہ: ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابۂ کرام نے، جو ہمیں قرآن سکھاتے تھے، یہ حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات پڑھا کرتے تھے ،تو دوسری دس آیات اس وقت تک شروع نہیں کیا کرتے تھے، جب تک کہ یہ نہیں جان لیتے تھے کہ ان دس آیات میں علم وعمل کی کیا کیا باتیں ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہم علم اور عمل دونوں چیزوں کو جان لیا کرتے تھے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کے صرف الفاظ کی تعلیم حاصل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ وہ معانی کی تعلیم بھی حاصل کیا کرتے تھے۔

بعد میں معانی کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ کم اور الفاظ کی تعلیم حاصل کرنے پر اکتفاء کیا جانے لگا۔اور آج تو صورتِ حال مزید بگڑ گئی۔

اس لئے قرآن مجید کے الفاظ کے علم کے ساتھ معانی اور اس کے حلال وحرام اور وعدہ، وعیدوں کا علم حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔

جہاں تک رسول کے تیسرے منصب، یعنی حکمت کی تعلیم دینے کا تعلق ہے، تو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی حکمت کی فضیلت واہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (سورة البقرة،رقم الآية ۲۶۹)

ترجمہ: عطاء فرماتا ہے وہ (اللہ) حکمت، جس کو چاہتا ہے وہ، اور جس کو عطاء کی گئی حکمت، تو عطاء کی گئی اس کو بہت زیادہ خیر، اور نہیں نصیحت حاصل کرتے، مگر عقل والے (سورہ بقرہ)

امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ قَتَادَةُ :وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ

الْقُرْآنِ وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولهوإن كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة)

ترجمہ: حضرت قتادہ نے قرآن مجید کی آیت ’’وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَة‘‘ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں تلاوت سے قرآن مجید اور حکمت سے سنت مراد ہے (صحیح بخاری)

یہ ایک قول ہے، جس کے مطابق حکمت سے مراد، سنت ہے۔

لیکن حکمت کی مراد کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔

اور حکمت کا مفہوم وسیع ہے، جس میں سنت کے علاوہ قرآن مجید میں بیان کردہ احکام، اور حکمتیں بھی داخل ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور حدیثیں بھی حکمت کا خزانہ ہیں۔

اور جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے منصب، یعنی مومنوں کا تزکیہ کرنے کا تعلق ہے، تو اس سے مراد یہ ہے کہ نبی، مومنوں کو شرک وکفر اور گناہوں سے پاک کرتا ہے، جس میں مالی اور بدنی، اور ظاہری و باطنی ہر قسم کے گناہوں سے پاک کرنا داخل ہے، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی تربیت کر کے ان کو آخرت، اور جنت کے لئے پاک صاف کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے وحی شدہ طریقہ پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کفر وشرک اور ظاہری وباطنی گناہوں کی نجاست وگندگی سے پاک کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کرنے کی تفصیل سنت میں موجود ہے، قیامت تک کے انسانوں کے لئے وہی سنت میں بیان کردہ طریقہ حجت ہے۔ اور مختلف صوفیائے کرام سے تربیت اور تزکیۂ نفس کے جو طریقے قرآن وسنت کے علاوہ منقول ہیں، ان میں سے بعض طریقے تو جائز ہی نہیں، اور ان کی محقق صوفیائے کرام کی طرف نسبت پر بھی کلام ہے، اور بعض چیزیں ان سے جو ثابت ہیں، ان کے سمجھنے میں بعد کے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے، البتہ بعض طریقے جائز ہیں، جن پر بدعت کا حکم لگانا درست نہیں، لیکن اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آنے والے ہر ایک کے لئے نبی ہیں، اور سب کے لئے آپ ہی کا طریقہ حجت ہے، اس لئے اصلاح وتربیت اور تزکیہ کے لئے سنت سے

ثابت شدہ طریقوں کوترجیح دی جانی چاہیے،جس میں ہمارے یہاں کے بہت سے صوفیائے کرام کی طرف سے بہت کوتاہی پائی جاتی ہے،اور المیہ یہ ہے کہ ان کے یہاں مرید بنا بنا کر اجازت وخلافت بھی تقسیم کردی جاتی ہے،اورصوفیائے کرام کے ارشادات وملفوظات سنا سنا کر کان پکا دیے جاتے ہیں،لیکن خودشیخ اورمریددونوں مسکین،قرآن کی صحیح تلاوت وتعلیم،اورحکمت ومسنون تزکیہ کی اصل تعلیمات سے محروم ہوتے ہیں۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ:يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ" قُلْتُ:فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، قَالَتْ:لَا تَفْعَلْ، أَمَا تَقْرَأُ:لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؟ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وُلِدَ لَهُ(مسند احمد،رقم الحديث ٢٤٦٠١)

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اُمُّ المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق خبر دیجئے۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کا عملی نمونہ تھے،کیا تم نے اللہ عزوجل کا (سورہ قلم میں) یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ:"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ""اور بلاشبہ آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں"

میں نے عرض کیا کہ میں نکاح سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہوں (یعنی میں نکاح نہیں کرنا چاہتا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے،کیا آپ (سورہ احزاب کی) یہ آیت نہیں پڑھتے کہ"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ""تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے"

اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ کے اولاد بھی ہوئی (مسند احمد)

پس جب تک اصل قرآن وسنت کی روشنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا علم نہ ہوگا،تو اصلاحِ اخلاق کا عمل کیسے مکمل ہوگا،جو کہ تصوف وطریقت کا اصل موضوع ہے۔

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

مساجد کے ذریعہ فخر وتفاخر کا فتنہ

ہمیں خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی آگاہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے مساجد کے ذریعہ فخر تفاخر کا اظہار کیا جائے گا، لیکن اس کی حقیقی آبادی، یعنی نماز وعبادت کا اہتمام کم ہوگا۔

قیامت کی اس علامت کا مشاہدہ موجودہ زمانہ میں زور شور سے جاری ہے۔

اس بارے میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن النبی -صلی الله علیه وسلم -قال" :لا تقومُ السَّاعةُ حتَّی یَتَباهی النَّاسُ فی المَساجِدِ(سنن ابی داود،رقم الحدیث ۴۴۹) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک لوگ مساجد میں فخر وتفاخر نہیں کرنے لگیں گے (ابوداود)

انس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث

اور مسند ابی یعلیٰ میں ابوقلابہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ :خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَی الْحَرَمِ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ :أَلَا تَنْزِلُوا نُصَلِّی؟ فَقُلْتُ :لَوْ تَقَدَّمْتَ إِلَی هَذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ : أَیُّ مَسْجِدٍ؟ قِیلَ :مَسْجِدُ بَنِی فُلَانٍ، فَفَزِعَ وَقَالَ :سَمِعْتُهُ یَقُولُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :یَأْتِی عَلَی أُمَّتِی زَمَانٌ یَتَبَاهَوْنَ بِالْمَسَاجِدِ وَلَا یَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِیلًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی،رقم الحدیث ۲۸۱۷) [2]

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح(حاشیة سنن ابی داود)

[2] قال حسین سلیم أسد: إسناده حسن(حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرم کی طرف نکلے، پھر نماز کا وقت آ گیا، تو حضرت انس نے فرمایا کہ کیا تم سواریوں سے اتر نہ جاؤ، تا کہ ہم نماز پڑھ لیں؟

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ اس مسجد کی طرف تشریف لے آئیں۔

حضرت انس نے فرمایا کہ کونسی مسجد کی طرف؟ عرض کیا گیا کہ بنی فلاں کی مسجد کی طرف، تو حضرت انس (اس مسجد کی زینت سے) گھبرا گئے، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ مساجد کے ذریعہ سے فخر وتفاخر کریں گے، اور مساجد کو آباد کم ہی کریں گے (مسند ابی یعلیٰ)

بعض دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں بہت سے لوگوں کو مسجد میں داخل ہونے، اور پوری مسجد میں گھوم پھر لینے کے باوجود، دو رکعت نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ہوگی۔

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَمُرَّ الرَّجُلُ فِي طُولِ الْمَسْجِدِ، وَعِرْضِهِ لَا يُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۹۴۸۸، جلد۸ صفحہ ۲۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ایک گزرنے والا (مسلمان) مسجد کی لمبائی اور چوڑائی سے گزرے گا، لیکن اسے مسجد میں دو رکعت پڑھنے کی بھی توفیق نہ ہوگی (طبرانی)

چنانچہ آج بہت سے لوگ دور دراز سے خوبصورت انداز میں تعمیر شدہ مسجدوں کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں، اور وہاں سے گھوم پھر کر چلے جاتے ہیں، لیکن ان کو وہاں دو رکعت پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

ان ہی جیسی وجوہات کی بناء پر بعض احادیث وروایات میں مساجد میں زیبائش، ونمائش کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم " :-ما أُمِرتُ بتَشييدِ المساجِدِ "قَال ابنُ عباس :لَتُزَخرِفُنَّها كما زَخرَفَتِ اليهودُ والنَّصارى(سنن أبی داود،رقم الحديث ۴۴۸،باب فی بناء المساجد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اونچی اونچی (اورمزین) مسجدیں بنانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تم ضرور مسجدوں کو اسی طرح مزین کرو گے، جس طرح یہود وعیسائیوں نے مزین کیا (ابوداود)

یزید بن اصم کی حدیث

حضرت یزید بن اصم سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :مَا أُمِرْتُ بَتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ(مصنف ابنِ ابی شيبة،رقم الحديث ۳۱۶۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اونچی اونچی (اورمزین) مسجدیں بنانے کا حکم نہیں دیا گیا (ابنِ ابی شیبہ)

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، ودیگر حضرات کی روایات

ابوبکر بن سوادہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ :إِذَا حَلَّيْتُمْ مَصَاحِفَكُمْ، وَزَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ، فَالدَّمَارُ عَلَيْكُمْ .وَزَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ، وَالتَّزْوِيقُ :التَّزْيِينُ وَالتَّنْقِيشُ(الزهد والرقائق لابن المبارک،رقم الحديث ۷۹۷)

ترجمہ: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم اپنے قرآن مجیدوں کو زیور پہناؤ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن أبی داود)

گے (یعنی مزین کروگے) اورتم اپنی مساجد کوزیب وزینت اورنقش ونگاروالی کروگے،تو تم پرہلاکت نازل ہوگی (الزہد)

صحابی کی طرف سے اس طرح کی بات بیان فرمانا،اس بات کا رجحان پیدا کرتا ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان فرمائی ہوگی۔واللہ اعلم۔

بعض دیگرروایات وآثار

ابنِ ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب ''مساجد کی زینت سے متعلق واردشدہ روایات'' کا قائم کیا ہے،جس کے ضمن میں بہت سی روایات صحابہ وتابعین کی مساجد کوسادہ رکھنے اورزیب وزینت کی ناپسندیدگی کی نقل کی ہیں۔

(ملاحظہ ہو:مصنف ابنِ ابی شیبة، باب فی زینة الْمَسَاجِدِ ، وَمَا جَاءَ فِيهَا)

اس کے علاوہ عبدالرزاق نے بھی اپنی مصنف میں اس طرح کی کئی روایات نقل کی ہیں۔

(ملاحظہ ہو:المصنف ،لعبد الرزاق،باب تزیین المساجد والممر فی المسجد)

اوراگرچہ ان میں سے بعض روایات کی سندیں ضعیف قراردی جاسکتی ہیں،لیکن ان سب کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گذشتہ صحیح ومعتبر احادیث کے ساتھ ملاکر دیکھا جاتا ہے،تواس بات میں شبہ نہیں رہتا کہ اللہ اوراس کے رسول کی نظر میں زیادہ پسندیدہ طرزِعمل یہ ہے کہ مساجد کو پاک وصاف رکھنے کے ساتھ،تکلفات وتصنعات سے محفوظ رکھا جائے،اورنقش ونگار اور پھول بوٹوں سے اجتناب کیا جائے،تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پربھی عمل ہوجائے،فخر وتفاخر کاسدِ باب بھی ہوجائے،اور مال کے فضول ضیاع سے بھی بچا جاسکے،اورنمازیوں کی یکسوئی اورخشوع میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

ابنِ عمررضی اللہ عنہ ومحمود بن لبید کی روایت

حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ الجَرِيدُ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ

شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ :وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالجَرِيدِ وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً :وَبَنَى جِدَارَهُ بِالحِجَارَةِ المَنْقُوشَةِ، وَالقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ (صحیح البخاری،رقم الحدیث ۴۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدِ نبوی کچی اینٹ سے (بنی ہوئی) تھی، اوراس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی، اس کے ستون کھجور کے درخت کی لکڑیوں کے تھے۔

پھرحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ زیادتی نہیں کی۔

البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں زیادتی کی اوراس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عمارت کے موافق کچی اینٹ اور کھجور کی شاخوں سے بنایا، اوراس کے ستون پھر بھی لکڑی کے لگائے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بدل دیا اوراس میں بہت سے ترمیم کردی، اس کی دیوار کو منقش پتھروں اور چونے سے بنایا اوراس کی چھت کڑیوں سے بنائی (بخاری)

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ طرزِ عمل سے کئی حضرات نے اختلاف بھی کیا تھا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں محمود بن لبید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ، فَكَرِهَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ، فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ (صحیح مسلم،رقم الحدیث ۵۳۳"۲۵")

ترجمہ: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب مسجدِ نبوی کی تعمیرِ نو کا ارادہ کیا، تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا، اورانہوں نے یہ بات ہی پسند کی اس کو اسی سابق حالت پر رہنے دیا

جائے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی، تو اللہ اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر بنائے گا (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کے پیشِ نظر اخلاص کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسجدِ نبوی میں توسیع، اور پہلے کے مقابلہ میں ایک حد تک رہتے ہوئے تحسین کی تھی، جس میں ریاء ودکھلاوا، اور فخر وتفاخر پیشِ نظر نہیں تھا۔

بہرحال مساجد کی تعمیر اور زیب وزینت پر مقابلہ اور فخر وتفاخر کا مظاہرہ، قیامت کی علامات میں سے ہے۔

اور مساجد کی زیب وزینت میں غلو ومبالغہ کرنا بھی جائز نہیں، جبکہ ایک حد تک زیب وزینت کی بعض علماء نے اجازت دی ہے، لیکن اسراف، وفضول خرچی، زیبائش میں مبالغہ آرائی، اور نمود ونمائش وفخر وتفاخر کو کسی نے جائز قرار نہیں دیا۔

بہت سے محدثین ومحققین نے احادیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ یہی ہے کہ قیامت کے قریب لوگ، مساجد بنانے، یا مساجد میں زیب وزینت کرنے کو فخر وتفاخر اور نمود ونمائش کا ذریعہ بنالیں گے، اور مساجد کی جو اصل غرض ہے، یعنی اس کو نماز، تلاوت، ذکر اللہ، اور تعلیم وتعلم سے آباد کرنا، اس کی طرف سے توجہ ہٹ جائے گی، یا کمزور پڑ جائے گی۔

احادیث وروایات میں بیان کردہ یہ پیش گوئی آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ مساجد، بہت کثرت کے ساتھ، اونچی، اونچی، زیب وزینت اور نقش ونگار سے بھرپور طریقہ پر تعمیر کی جانے لگی ہیں، جن کی محض زیبائش وآرائش پر لاکھوں، کروڑوں روپیہ صرف کردیا جاتا ہے، اور اس سلسلہ میں ہر ایک، دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اور اس چیز کو فخر وتفاخر کا ذریعہ بنالیا گیا ہے، اور دوسری طرف وہ مساجد حقیقی آبادی اور نمازیوں، عبادت گزاروں سے محروم ہیں۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

اپنے کام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا

(20-رمضان-1445ھ)

آج کل ریاکاروں اور سیاست وتحریکات کے پجاریوں کی طرف سے شریعت کی بہت سی حدود وقیود کو بری طرح نظر انداز کر دیا گیا ہے، اور اس کا اثر بہت سے مذہبی لوگوں اور اہلِ علم میں بھی سرایت کر گیا ہے، مثلاً دوسروں پر اثر ڈالنے کے لئے خلافِ حقیقت باتوں کو نشر کرنا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’غور سے معلوم ہوا کہ یہ نئی روشنی والے اس شورش کے اندر بھی یورپ کی تقلید کرتے ہیں۔ یہ طریقہ یورپ ہی کا ہے کہ جو کام کرتے ہیں، بڑھا چڑھا کر لوگوں کو دکھلا کر کرتے ہیں۔...........

اسی طرح اخبار نویسوں نے بھی بہت زیادہ لوگوں کو پریشان کر دیا ہے، ایسے ایسے مضامین لکھتے ہیں، جس سے خوامخواہ دیکھنے والے کو جوش آئے، کیونکہ ان لوگوں کو تجارت مقصود ہے، ایسے مضامین سے ان کے اخبار کی اشاعت خوب ہو جاتی ہے، یہ لوگ اہلِ دنیا ہیں، دین کا طریقہ تو رضا بر قضا ہے۔

دلآرامے کہ داری دل در و بند دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

وہ (یعنی دین والے) کتاب وسنت کو دیکھتے ہیں، ان کو تو کوئی تجارت مقصود نہیں، جو خواہ مخواہ جوش وخروش ظاہر کریں، یہ سب باتیں صبر ومتانت کے خلاف ہیں۔

اور شریعت میں ایک تاکید یہ کی گئی ہے کہ مصیبت میں یاس (مایوسی) نہ ہو، حق تعالیٰ سے امید وار رہنا چاہیے، کیونکہ اسباب سے فوق (یعنی اسباب وتدابیر سے اوپر) بھی تو کوئی

چیز ہے،تو یاس (مایوسی) کی بات تو وہ کہے جس کا دین تقدیر پر نہ ہو،محض تدبیر پر ہو، یہ سب آداب ہیں ضراء، یعنی مصیبت کے‘‘

(وعظ حقوق السرّآء والضرّآء، ص۳۹و۴۰،ملخصاً؛مطبوعہ،جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ)

اور ایک مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’تحریکات کے زمانے میں لوگ سمجھتے تھے کہ شرکاء زیادہ ہیں ،حالانکہ یہ خیال غلط تھا،شریک بہت کم تھے،مگروہ زیادہ اس وجہ سے معلوم ہوتے تھے کہ وہ شوروغل بہت کرتے پھرتے تھے،اس سے ان کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی تھی، ورنہ واقع میں تعداد زیادہ ان ہی کی تھی جو شریک نہ تھے‘‘(ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر۳ ص۳۷۷ ملفوظ نمبر ۶۱۷)

مغربی سیاست کے ایک مشہور نمائندے جوزف گوئبلز کا کہنا ہے:

’’جھوٹ اگر کثرت سے دہرائیں،تو وہ سچ بن جاتا ہے‘‘

آج کی سیاست ،اورتحریکات میں اس بے بنیاد،اور خودساختہ اُصول پر شدّت کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے؛ کہ یا تو سارے پروپیگنڈے کی شروع سے لے کر آخر تک بنیاد ہی جھوٹ کے پلندے پر ہوتی ہے اور بعض اوقات کسی چیز کی بنیاد تو ہوتی ہے،لیکن اُس میں مبالغہ آمیزی کا عنصر اتنا غالب ہوتا ہے کہ اُس کی حقیقت صریح جھوٹ اور غلط بیانی میں داخل ہوجاتی ہے۔

اور اس غلط بیانی اور جھوٹ کے پروپیگنڈے کے عام ہوجانے، بلکہ معاشرے کا حصہ بن جانے کی وجہ سے بعض اوقات اسلام کے لیے سیاسی جدوجہد اور تحریک چلانے والے لوگ بھی اس کا شکار ہوجاتے ہیں،اور اس پروپیگنڈے کا ایک عام ماحول بن جانے اور معاشرے پر اس کی چھاپ پڑجانے کی وجہ سے اس طرف توجہ بھی نہیں جاتی کہ ہم غلط بیانی، جھوٹ اور بہتان وغیرہ جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوکر اپنی دنیاوآخرت کو تباہ وبرباد کررہے ہیں۔

آج کل کے عام جلسے جلوسوں اور دوسرے پبلسٹی کے ذرائع میں یہ سلسلہ بہت عام ہوچکا ہے۔

اور حد یہ ہے کہ بہت سے دینی ادارے بھی اس وباء سے محفوظ نہیں رہ سکے، وہ بھی اپنے اداروں و مدرسوں کی کارکردگی میں بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں، جو غلط بیانی اور جھوٹ کی حدود میں داخل ہوجاتا ہے۔

مسلمانوں کے ظلم کرنے کی وجہ سے حکومت کا کمزور قیام

(25-رمضان-1445ھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ملفوظات میں ہے کہ:

حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں نصاریٰ کا تسلط ہوگا۔

ایک مرید نے عرض کیا وہ یہی نصاریٰ ہیں، یا اور ہوں گے۔

فرمایا غالباً یہی ہوں گے، کیونکہ اہلِ اسلام میں ظلم نہایت درجہ شائع ہوگیا ہے، اور ملک کفر کے ساتھ تو قائم رہ بھی سکتا ہے، مگر ظلم کے ساتھ نہیں۔

آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! اہلِ فارس (یعنی مشرک) تمہارے ساتھ ایک دو ٹکر، یعنی مقابلہ کریں گے، پھر غائب ہوجائیں گے، چنانچہ یہی ہوا۔

اور فرمایا تھا کہ اہلِ روم، یعنی نصاریٰ یکے بعد دیگرے جماعت، جماعت مقابلہ کریں گے، کیونکہ یہ صابر ہیں، اور آہستہ آہستہ کام کرتے ہیں، اور کتنا عرصہ باقی ہیں (ملفوظات شاہ عبدالعزیز، اردو، ص ۹۶، ناشر: پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹیڈ، کراچی، سنِ اشاعت: ۱۹۶۰ء)

ویسے تو مسلمان، پوری دنیا میں دوسروں کے ظلم وستم کا رونا روتے ہیں، لیکن ان کی طرف سے جو شدید ترین مظالم عمل میں آتے ہیں، یہاں تک کہ یہ اپنے مسلمان بھائیوں کو نہیں بخشتے، ہر طرح کے مظالم کا پہاڑ توڑتے ہیں، نہ ان کو مسلمانوں کی جان کی قدر و قیمت ہے، نہ مال کی، اور نہ عزت وآبرو کی، ہر طرح کے مظالم میں پیش پیش ہیں، ان کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس لیے ان کی اپنی حکومتیں بھی ہر وقت خطرہ میں اور ڈانواں ڈول رہتی ہیں، اور دوسروں کے سہارے پر چلتی ہیں۔

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء:قسط41) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی،منہج،تلامذہ،کتب،مختصر تعارف (انیسواں حصہ)

گزشتہ اقساط میں فقہ مالکی کا مختصر تعارف ومنہج، امام مالک رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات، شیوخ و اساتذہ اور چند کبار تلامذہ واصحاب کا ذکر کیا گیا، جن کا تعلق دوسری یا تیسری صدی ہجری سے تھا۔

ذیل میں اُن مالکی اصحاب کا ذکر کیا جاتا ہے، جو کہ جدید دور کے علماء واصحاب کہلاتے ہیں، یا جنہوں نے فقہ مالکی کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے، دیگر ممالک تک اس مسلک ومنہج کی نشرواشاعت کی، ان اصحاب کا تعلق لگ بھگ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے، جن میں سے مشہور مالکی امام ''ابنِ عبدالبر قرطبی'' (متوفی:463ہجری) کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے، ذیل میں مزید اصحابِ علم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(2)......ابو الولید ابن رُشد قرطبی

علامہ ابنِ رشد قرطبی جن کا پورا نام ''محمد بن احمد بن رشد، ابو الولید القرطبی المالکی'' ہے، کا شمار کبار فقہائے مالکیہ میں ہوتا ہے، وقت کے امام، قرطبہ کے قاضی اور مفتی تھے، فقہی مسائل کی فہم وفراست اوران کے ادراک میں تمام اہلِ عصر پر فوقیت رکھتے تھے، جنہوں نے کبار فقہائے مالکیہ سے علمی استفادہ کیا، آپ فقہ وفتاویٰ میں راسخ العلم اور مضبوط حافظہ کے مالک اور متعدد علوم کو سینے میں سموئے ہوئے تھے، دینی علوم کی فہم وریاست ان پر تمام ہوجاتی تھی۔

اچھے اخلاق کے مالک، صاحبِ ثروت، زرِ کثیر خرچ کرنے والے تھے، ہر خاص وعام اپنی ضروریات لے کر ان کے دروازے تک بآسانی پہنچ سکتا تھا۔

مشہور محدث ''قاضی عیاض مالکی (متوفی:544)'' صاحبِ ''کتابُ الشفاء، وترتیب

المدارک ‘‘ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے، اس کے علاوہ متعدد مالکی ائمہ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔

ولادت 450 ہجری میں ہوئی، اور وفات 70 سال کی عمر میں 520 ہجری میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف میں ’’البیان و التحصیل، المقدمات الممہدات، اختصارُ المبسوطة ‘‘ اور ’’فتاویٰ ابن رشد‘‘ زیادہ مشہور ہیں، اور امام طحاوی کی ’’معانی الآثار ‘‘ کی ایک مختصر شرح بھی تالیف فرمائی، چنانچہ آپ کی تالیف کردہ ان کتب کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی، اور یہ کتب آج بھی بآسانی دستیاب ہیں۔

ابنِ رُشد الجدّ ......ابنِ رُشد الحفید (فلسفی)

آپ ’’ابنِ رشد الجد ‘‘ کے لقب سے جانے جاتے ہیں، جبکہ آپ کے پوتے صاحبِ ’’بدایة المجتهد و نهاية المقتصد ‘‘ کا نام بھی ’’ابنِ رشد ہی ہے، جو کہ ’’ابنِ رشد الحفید ‘‘ اور ’’ابنِ رشد فلسفی‘‘ کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں۔

بعض حضرات نے ’’بداية المجتهد و نهاية المقتصد ‘‘ جو مالکی فقہ کی مشہور فقہی کتاب ہے، کو ’’علامہ ابنِ رشد قرطبی الجد‘‘ کی طرف منسوب کردیا ہے، حالانکہ یہ کتاب ان کے پوتے ’’ابنِ رشد الحفید (فلسفی)‘‘ کی تالیف کردہ ہے۔

ابنِ رشد صاحبِ ’’تهافتُ التهافت ‘‘ اور ابنِ رشد صاحبِ ’’البيان و التحصيل ‘‘ بھی عام طور پر ایک ہی سمجھ لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ دو لوگ ہیں، پہلے پوتے ہیں، دوسرے دادا ہیں، مزے بات کی بات یہ ہے کہ دونوں کی کنیت ’’ابوالولید‘‘ ہے، دونوں کا نام ’’محمد‘‘ ہے، دونوں کے والد کا نام ’’احمد‘‘ ہے، اور دونوں ’’قرطبی‘‘ ہیں، جب صرف ’’ابنِ رشد‘‘ لکھا جاتا ہے، تو اس سے عام طور پر ’’ابنِ رشد فلسفی‘‘ مراد ہوتے ہیں، اور اُن کے لیے ’’ابنِ رشد الجد‘‘ لکھا جاتا ہے۔ [1]

[1] هو محمد بن رشد، أبو الوليد .قاضی الجماعة بقرطبة .بها ولد وبها توفی .من أعيان المالكية .وهو جد ابن رشد الفيلسوف المشهور .من تآليفه: ”المقدمات الممهدات لمدونة مالک “و”البيان والتحصيل“ فی الفقه و ”مختصر شرح معانی الآثار للطحاوی “و ”اختصار المبسوطة“(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱ ، ص ۳۲۸، تحت الترجمة: ابن رشد الجد. 520--450 هـ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ابن رشدالحفید بارہویں صدی میں علم فلسفہ اور طبی علوم کے مشہور ترین شخصیات میں سے ایک ہیں، آپ بیک وقت فلسفی، طبیب، قاضی القضاۃ اور محدث تھے، آپ کو نحو اور لغت پر بھی دسترس تھی، متعدد علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی، گراں قدر علمی ذخیرہ چھوڑا، تصنیف وتالیف کے کام میں بھی خاص مہارت حاصل تھی۔

ابنِ رشد کی تصانیف کو چار زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے، فقہی وکلامی تصانیف، طبی تصانیف، ادبی اور لغوی تصانیف، فلسفی اور عملی تصانیف، جن کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ آئندہ آنے والی اقساط میں کیا جائے گا۔ ۱ (جاری ہے............)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ابن رشد أبو الوليد محمد بن أحمد بن أحمد، الإمام، العلامة، شيخ المالكية، قاضى الجماعة بقرطبة، أبو الوليد محمد بن أحمد بن أحمد بن رشد القرطبى، المالكى .تفقه بأبى جعفر أحمد بن رزق .وحدث: عنه، وعن: أبى مروان بن سراج، ومحمد بن خيرة، ومحمد بن فرج الطلاعى، والحافظ أبى على وأجاز له أبو العباس بن دلهاث.

قال ابن بشكوال: كان فقيها عالما، حافظا للفقه، مقدما فيه على جميع أهل عصره، عارفا بالفتوى، بصيرا بأقوال أئمة المالكية، نافذا فى علم الفرائض والأصول، من أهل الرياسة فى العلم، والبراعة والفهم، مع الدين والفضل، والوقار والحلم، والسمت الحسن، والهدى الصالح، ومن تصانيفه كتاب (المقدمات) لأوائل كتب المدونة، وكتاب (البيان والتحصيل لما فى المستخرجة من التوجيه والتعليل ، واختصار (المبسوطة) ، واختصار (مشكل الآثار) للطحاوى، سمعنا عليه بعضها، وسار فى القضاء بأحسن سيرة، وأقوم طريقة، ثم استعفى منه، فأعفى، ونشر كتبه، وكان الناس يعولون عليه ويلجؤون إليه، وكان حسن الخلق، سهل اللقاء، كثير النفع لخاصته، جميل العشرة لهم، بارا بهم.

عاش سبعين سنة .ومات: فى ذى القعدة، سنة عشرين وخمس مائة، وصلى عليه ابنه أبو القاسم.وروى عنه أبو الوليد بن الدباغ، فقال: كان أفقه أهل الأندلس، صنف (شرح العتبية) ، فبلغ فيه الغاية .قلت: وحفيده هو فيلسوف زمانه ، وللقاضى عياض (سؤالات لابن رشد) ، مؤلف نفيس (سير اعلام النبلاء، ج۱۹، ص ۵۰۱ و ۵۰۲، الطبقة السابعة والعشرون، تحت الترجمة: ۲۹۰)

۱ وابن رشد الحفيد: هو العلامة أبو الوليد محمد بن أحمد بن العلامة المفتى أبى الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبى.أدرک من حياة جده شهرًا سنة عشرين.تفقه وبرع وسمع الحديث وأتقن الطب.

ثم أقبل على الكلام والفلسفة حتى صار يضرب به المثل فيها .وصنف التصانيف مع الذكاء المفرط والملازمة للاشتغال ليلًا ونهارًا .وتواليفه كثيرة فى الفقه والطب والمنطق الرياضى والطبيعى والإلهى توفى فى صفر بمراكش (العبر فى خبر من غبر، ج۳، ص ۱۱۲)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط91) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط7)

عشور کے استدلال کی دوسری دلیل کے سلسلہ میں بعض فقہاء نے اجماع کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے عشور جمع کرنے والوں کو عشور یعنی ٹیکس کو جمع کرنے کے لئے بھیجا، جس پر دوسرے صحابہ کرام نے سکوت اختیار کیا، جو کہ اجماعِ سکوتی کی دلیل ہے۔ [1]
حالانکہ دیکھا جائے، تو خلیفہ وقت کئی فیصلے انتظامی اور وقتی حالات کو دیکھتے ہوئے بھی کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ بھی اسی انتظامی اور وقتی حالات کو دیکھتے ہوئے کیا ہوگا، کیونکہ اول تو یہ ان فیصلوں میں سے ایک فیصلہ ہے، جو کہ وقتی حالات کے مطابق ہوسکتا ہے، اس طرح کے فیصلوں پر ضروری نہیں کہ لازمی طور پر کوئی نص موجود ہو، جس کی بنیاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ اس سلسلہ میں کوئی نص قطعی موجود ہے، اور نہ ہی واضح طور پر کوئی صحیح سند کے ساتھ روایت اس پر دال ہے۔

عشور کے استدلال کی تیسری دلیل عقلی طور پر دیتے ہوئے بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ تاجروں کو راستوں سے گزرنے کے لئے چوروں اور راہزنوں سے حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے، اور دولت اسلامیہ یہ امن ان کو فراہم کرتی ہے، جس کے عوض میں ریاست غیر مسلموں سے عشور یعنی ٹیکس لے سکتی ہے۔ [2]

حالانکہ اگر اس دلیل کو دیکھا جائے، تو پھر اس طرح تو مسلمان اور غیر مسلم دونوں تجار ٹیکس دینے میں برابر ہونے چاہئیں، مسلمانوں کا استثناء اور غیر مسلموں پر ٹیکس جس روایت سے ثابت کیا جاتا ہے، اس کا حال تو گزر چکا۔ لہٰذا عقلی ونقلی دونوں اعتبار سے صرف غیر مسلموں پر عشور لگانا قابلِ غور ہے، جیسا کہ مذکورہ دلائل کے جوابات سے معلوم ہوا۔ اسی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول

---

[1] شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار (دار الحدیث 1413ھ) ج8 ص71
[2] مقدسی، ابن قدامة، المغنی (مکتبة القاهرة) ج9 ص348

دلائل کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے کہ غیر مسلموں سے جزیہ کے علاوہ کوئی اور ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ [1]

دورِ حاضر میں اگر بیت المال کا ادارہ موجود ہو، تو کیا اس قسم کا ٹیکس وصول کیا جائے گا یا نہیں؟ تو دلائل کے اعتبار سے تو معلوم ہو چکا کہ اس طرح کے ٹیکس صرف غیر مسلموں پر نہیں لگائے جا سکتے، تاہم ہنگامی اور وقتی حالات اور ضروریات کو دیکھتے ہوئے حاکمِ وقت بغیر تفریق مذہب کے لوگوں پر اس طرح کے تجارتی وغیر تجارتی ٹیکس لگا سکتا ہے، جیسا کہ آگے تفصیل سے آتا ہے۔

9۔وقف:

ایسی منقولہ وغیر منقولہ اشیاء وجائیداد جو انسان اپنی ملکیت سے نکال کر اللہ کے راستے میں دے دے، وقف کہلاتی ہیں، اور جو وقف شدہ اشیاء اسلامی ریاست کے پاس ہوں، وہ بیت المال کا حصہ ہوتی ہیں، اور ان کی آمدنی بھی بیت المال میں ہی جمع کی جاتی ہے۔ [2]

مثال کے طور پر بیت المال میں کوئی وقف شدہ زمین ہو، اور حاکمِ وقت اسے کسی کو اجارہ پر دے دے تو اس سے آنے والی آمدنی بھی بیت المال کا حصہ ہوگی۔ اسی طرح دورِ حاضر میں محکمہ اوقاف کی پراپرٹی اور جائیداد سے جتنی بھی آمدنی ہوتی ہے، وہ سب بیت المال کا حصہ ہوگی، اور اس کو بیت کے شعبہ جات کے حسبِ مصارف لگایا جائے گا۔

10۔فاضل اموال:

مذکورہ بالا اموال کے علاوہ باقی مال بھی بیت المال کا حصہ ہوتے ہیں۔ جیسے ریاستِ اسلامی میں کوئی شخص فوت ہو جائے، اور اس کا کوئی وارث ذوی الفروض اور عصبات میں سے موجود نہ ہو، تو اس کا ترکہ بیت المال میں شامل کیا جائے گا۔ اسی طرح اسلامی ریاست میں کوئی ذمی یا دورِ حاضر میں غیر مسلم وفات پا جائے، اور اس کے بھی رشتہ دار موجود نہ ہوں، تو اس کا ترکہ بھی بیت المال میں ہی جائے گا۔ [3]

---

[1] مقدسی، ابن قدامة، المغنی (مکتبة القاهرة) ج9ص 347

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری (دار طوق النجاة 1422ھ) رقم الحدیث 2769

[3] ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیة (دار الکتب العلمیة 1405ھ) ص 243

www.idaraghufran.org

فقہائے کرام نے اس زمرے میں ایک اورصورت کسی ذمی کے باغی ہونے اورکسی مسلمان کے مرتد ہوکر دارالحرب میں فرار ہونے کی بھی بیان کی ہے۔یعنی اسی طرح کوئی ذمی باغی ہوجائے ،یا کوئی مسلمان مرتد ہوکر دارالحرب کی طرف راہِ فراراختیار کرلے،توان کا مال بھی ضبط ہوکر بیت المال میں شامل کرلیا جائے گا۔ [1]

لیکن ان دوصورتوں کو دیکھا جائے ،تو دورِ حاضر میں سیاسی وریاستی نظام یکسر تبدیل ہوکر رہ گیا ہے۔اب ذمی کا تصوراسلامی ریاستوں میں بھی موجودنہیں ہے،اسی طرح دارالحرب اوردارالامن جیسی اصطلاحات آج کی غیرمسلم ریاستوں پر بھی صادق نہیں آتیں،لہٰذا مذکورہ دونوں صورتیں آج کے دور میں قابلِ عمل نہیں ہیں۔ہاں اگرکوئی حاکمِ وقت بغاوت یا فتنے اورشروفساد کے پیشِ نظرکسی مسلمان،مرتد یا غیرمسلم کا مال ضبط کرلیتا ہے،تو وہ بیت المال میں شامل ہوکر سارے مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت ہوگا۔ [2]

اسی طرح لقطہ یعنی کسی کی کوئی چیزگرجائے ،یاگم جائے ،اوراس کا مالک نہ ملے،تووہ بھی بیت المال میں شامل کی جاسکتی ہے۔یہ بھی دورِحاضر میں بیت المال کا اہم ذریعہ بن سکتی ہے،کیونکہ ڈرائی پورٹ ،ائیرپورٹ،اور بندگاہوں پرکافی سارے ایسے سامان موجودہوتے ہیں،جن کے مالک موجودنہیں ہوتے یامالکان نے کسی بھی وجہ سے وہ اموال وہاں چھوڑدئے ہوتے ہیں،تو ایسے مال زیادہ تروہاں کے افسریاملازم ہتھیالیتے ہیں۔

اس طرح کے قیمتی اموال اگربیت المال یاریاستی خزانہ میں جمع ہوجائیں،توبیت المال کے ایک بڑا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

---

[1] کاسانی،ابوبکر،بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع(دارالکتب العلمیة،1406ھ) ج7ص578

[2] بعض حضرات کو یہاں یہ شبہ پیش آسکتا ہے،کہ یہاں تو تعزیر بالمال کیا جارہاہے،جوکہ جائزنہیں ہے۔حالانکہ غورکیا جائے،تو یہ صورت من وجہ تعزیر کی بنتی ہے،اورمن وجہ حد کی۔حدکو یہاں اس وجہ سے خارج کیا جارہاہے،کہ اب ذمی دارالحرب کا تصورموجودنہیں رہا۔اورنص خاص ذمی ودارالحرب میں فرار ہونے والے کے لئے ہے۔لہذا اب ہمیں اس کوتعزیر کی طرف منتقل کرناپڑے گا،اورتعزیر بالمال کی گنجائش مالکیہ کے نزدیک ملتی ہے۔لہذا اگراگراس کوتعزیر بالمال بھی تصور کیا جائے،تو مالکیہ کے قول کے مطابق اس میں گنجائش ہے۔

ابن فرحون،ابراهيمبنعلى،تبصرة الحكام فى أصول الأقضية ومناهج الأحكام(مكتبة الكليات الأزهرية 1406ه)ج2ص294الفصل العاشر فى الجنايات

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بڑی عید کا گوشت اور فریزر

بقرہ عید کا دن تھا، اور پورا خاندان عید کی خوشیوں میں مصروف تھا۔صبح سویرے ہی گھر میں گوشت کی تیاری کی گہما گہمی شروع ہوچکی تھی۔علی، جوکہ گیارہ سال کا تھا، اپنے والد، چچا اور بھائیوں کے ساتھ قربانی کے عمل میں حصہ لے رہا تھا۔

''علی، بیٹا، یہ گوشت کا ٹکڑا فریزر میں رکھ دو''، علی کی والدہ نے کہا۔

''جی امی!'' علی نے خوشی خوشی جواب دیا

اور جلدی سے گوشت کے ٹکڑے کو پکڑا۔فریزر باورچی خانے کے ایک کونے میں تھا۔علی نے فریزر کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ فریزر پہلے ہی کافی بھرا ہوا تھا۔علی نے اپنی امی سے کہا:

''امی، یہاں تو بہت کم جگہ بچی ہے۔''

علی کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا:

''کوئی بات نہیں، بیٹا۔تھوڑی سی جگہ بنادو۔''

علی نے فریزر میں موجود سامان کو تھوڑا سا ترتیب دیا اور گوشت کے ٹکڑے کو جگہ دے دی۔اس دوران اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔اسی خیال کو علی نے اپنی زبان پر لایا اور اپنی امی سے سوال کیا: ''امی، ہم اتنا سارا گوشت فریزر میں کیوں رکھتے ہیں؟'' علی کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا: ''بیٹا، بقرہ عید کے گوشت کو زیادہ عرصے تک محفوظ رکھنے کے لیے اسے فریزر میں رکھنا ضروری ہے۔ورنہ گوشت خراب ہوجائے گا۔''

دوپہر کے وقت، جب سب لوگ کھانا کھا رہے تھے، علی کے دادا جان نے کہا:

علی، تم جانتے ہو کہ ہمارے بچپن میں فریزر نہیں ہوتے تھے؟ ہم گوشت کو محفوظ کرنے کے لیے نمک لگا کر سکھا دیتے تھے۔یا پھر اسے دھوپ میں سکھا لیتے تھے۔علی حیران ہوکر بولا:

دادا جان، یہ کیسے ممکن ہے؟

دادا جان نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

”بیٹا، پہلے زمانہ میں فریزر تو ہوتے نہیں تھے، اور گوشت بغیر فریزر کے باہر خراب ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گوشت میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، اور اسی پانی کی وجہ سے گوشت کے اندر بیکٹیریا پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے گوشت خراب ہوتا ہے، اب اگر کسی بھی طریقہ سے گوشت کا پانی سکھا لیا جائے، تو اس میں بیکٹیریا پیدا نہیں ہوگا، اس لئے ہمارے زمانہ میں یہ طریقہ استعمال ہوتا تھا۔ اب تو فریزر کی وجہ سے زندگی بہت آسان ہوگئی ہے۔“

شام کے وقت، علی کے والد نے سب بچوں کو بلایا اور کہا، "آؤ، آج ہم سب مل کر فریزر میں گوشت کو منظّم کریں گے تاکہ آنے والے دنوں میں ہمیں آسانی ہو۔ علی، اس کے بھائی، اور بہنیں سب نے مل کر گوشت کو مناسب حصوں میں تقسیم کیا اور اسے پلاسٹک کے شاپروں میں ڈال کر فریزر میں رکھ دیا۔ علی نے دیکھا کہ فریزر میں ہر چیز منظّم طریقے سے رکھی جا رہی تھی۔ پاپا، ہم گوشت کو کیسے ترتیب دے رہے ہیں؟ علی نے پوچھا۔ بیٹا، ہم گوشت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں تاکہ جب بھی ہمیں پکانا ہو، آسانی سے نکال سکیں۔ ایک حصہ بوٹیوں کا ہے، دوسرا قیمے کا، اور تیسرا ہڈیوں کا۔ علی نے خوش ہو کر کہا، یہ تو واقعی آسان ہے۔ اب ہمیں کبھی بھی گوشت تلاش کرنے میں مشکل نہیں ہوگی۔ اس طرح، بقرہ عید کے بعد کے دنوں میں علی اور اس کا خاندان مل جل کر گوشت کو محفوظ رکھتے اور وقتاً فوقتاً اس سے لذیذ کھانے بناتے رہے۔ علی نے اس عید پر نہ صرف قربانی کی خوشی منائی بلکہ یہ بھی سیکھا کہ گوشت کو کیسے منظّم اور محفوظ کرنا ہے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط80) مفتی طلحہ مدثر

ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:17)

معزز خواتین! صحابیات میں بہت سی خواتین کا تعلق کاشتکاری یا باغبانی کے شعبہ سے تھا، اور وہ بذاتِ خود اس کی دیکھ بھال میں ذمہ داریاں نبھاتی تھیں، ایسی بہت سی خواتین کا تذکرہ حدیث کی کتب میں موجود ہے، چنانچہ کچھ خواتین کا احوال ملاحظہ فرمائیں۔

جمعہ کے روز صحابہ کی دعوت کرنے والی خاتون

احادیث میں ایک خاتون کا ذکر ملتا ہے، جو اپنے کھیت کی کیاریوں میں چقندر کاشت کرتی تھی، اور پھر ان چقندروں سے خاص قسم کا کھانا پکا کر، جمعہ کے دن بڑے اہتمام کے ساتھ صحابہ کرام کی دعوت اور ضیافت کرتی تھیں اور صحابہ کرام اس دعوت کی وجہ سے جمعہ کے دن کا انتظار کرتے تھے، چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلَى أَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا، فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ تَنْزِعُ أُصُولَ السِّلْقِ، فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ، ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا، فَتَكُونُ أُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَهُ، وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا، فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب قول الله تعالی "فإذا قضيت الصلاة" رقم الحديث ٩٣٨)

ترجمہ: ہمارے یہاں ایک خاتون تھیں، جو اپنے کھیت کی کیاریوں میں چقندر کاشت کرتی تھیں، جمعہ کے دن وہ چقندر کی جڑوں کو نکال لیتی، اور ہانڈی میں ڈال دیتی، پھر اس میں ایک مٹھی جو ڈال کر گوند دیتی، جس سے چقندر کی جڑیں گوشت کی طرح ہو جاتی تھیں، پھر جب ہم جمعہ کی نماز سے لوٹتے تھے، اور اسے سلام کرتے تھے، تو وہ یہ کھانا ہمارے سامنے پیش کر دیتی، ہم اسے چاٹ کھاتے (یعنی شوق سے کھا کر

بالکل ختم کردیتے تھے)،اور ہم اس عورت کے کھانے کی وجہ سے جمعہ کے دن کی خواہش (اورانتظار) کرتے تھے (بخاری)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، کہ یہ خاتون نہ صرف کاشت کاری کرتی تھیں، بلکہ اس سے صحابہ کی دعوت بھی کرتی تھیں،اور یہ ایک آدھ مرتبہ کا واقعہ نہیں ہے، معمول کے ساتھ ایسا ہوتا تھا۔

ام مبشر رضی اللہ عنہا

ام مبشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی (منہ بولا بیٹے) زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا کی اہلیہ تھیں، اور باغ کی مالکن تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باغ میں بھی تشریف لے جاتے تھے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ، امْرَأَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي نَخْلٍ لِي فَقَالَ: أَلَكِ هَذَا؟ "قُلْتُ: نَعَم، قَالَ: مَنْ غَرَسَهُ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ قُلْتُ: مُسْلِمٌ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَائِرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ سَبُعٌ أَوْ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۶۴ ،صحيح مسلم ،كتاب المساقاة ، باب فضل الغرس و الزرع رقم الحديث ۱۵۵۲)

ترجمہ: مجھ سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا کی اہلیہ نے بیان کیا،وہ کہتی ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں اپنے ایک باغ میں تھی''، انہوں نے فرمایا:''کیا یہ (باغ)تمہارا ہے؟ ''،میں نے عرض کیا'' جی ہاں!''، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:''اس کو کس نے بویا ہے (شجر کاری کس نے کی ہے؟)،کسی مسلمان نے یا کافر نے؟''،میں نے عرض کیا ''مسلمان نے''، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کوئی بھی مسلمان جب کچھ اگاتا ہے، یا بوتا ہے، پھر اس سے کوئی پرندہ،انسان، درندہ یا کوئی جاندار کھاتا ہے،تو وہ اس (اگانے والے) کے لیے صدقہ بن جاتا ہے'' (معجم کبیر)

مذکورہ حدیث میں بھی خاتون کا باغ کا مالک ہونا ثابت ہوا،اوراس میں یہ بھی وضاحت ہے، کہ اس

کوکسی مسلمان فرد نے بویا تھا، جو غالباً یہ خود ہی تھیں، ورنہ ان کے لیے یہ کام کسی دوسرے مسلمان نے انجام دیا ہوگا۔

جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ بھی باغبانی کرتی تھیں، بلکہ نبی صلی اللہ علی وسلم نے ان کو عدت کے دوران بھی باغبانی کی اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا (صحيح مسلم، باب جواز خروج المعتدة البائن، والمتوفى عنها زوجها فى النهار لحاجتها،رقم الحديث1483/55)

ترجمہ: میری خالہ کو طلاق ہوگئی، اسی (عدت کے) دوران انہوں نے اپنے باغ کے پھل توڑنے کا ارادہ کرلیا،ان کے گھر سے نکلنے پر ایک آدمی نے (منع کیا اور) ڈانٹا،تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں (اور سارا واقعہ بیان کیا)،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیوں نہیں،تم اپنے باغ کے پھل اتارو،ممکن ہے، کہ تم (اس سے) صدقہ کردو، یا کوئی اور ثواب کا کام کرلو''(مسلم)

مذکورہ حدیث میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کی خالہ کو اپنے باغ سے پھل وغیرہ اتارنے کی اجازت دی،اور دوسرے شخص کے منع کرنے کو غلط قرار دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا زمین سے گٹھلیاں چننا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں، ابتدائی میں مسلمان ہونے والے افراد میں شامل تھیں،ان کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی تھے، حضرت اسماء حضرت زبیر کی زمین سے گٹھلیاں وغیرہ چن کرلاتی تھیں، جبکہ وہ جگہ ان کے گھر سے تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھی، اس کا ذکر مختلف احادیث کی کتابوں میں موجود ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے،اس میں

حضرت اسماءفرماتی ہیں:

وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ قَالَتْ: فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدَعَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، قَالَتْ: فَاسْتَحْيَيْتُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ (صحيح مسلم ،كتاب السلام ،باب جواز إرداف المرأة الأجنبية إذا أعيت فى الطريق،رقم الحديث2182/35)

ترجمہ:اورزبیرکوجوزمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، میں اس سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاد کر لاتی تھی،اوروہ دوتہائی فرسخ (تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر) پر تھا، میں ایک دن آرہی تھی، اوروہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (راستے میں)مل گئے،اورآپ کے ساتھ آپ کے کچھ صحابہ بھی تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، پھرآواز سے اونٹ کو بٹھانے لگے تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوارلیں، انھوں نے (حضرت زبیررضی اللہ عنہ کومخاطب کرتے ہوئے) کہا: مجھے شرم آئی مجھے تمھاری غیرت بھی معلوم تھی (اس لیے میں نہیں بیٹھی) (مسلم)

مذکورہ تمام احادیث سے معلوم ہوا، کہ صحابیات بھی کاشت کاری، باغبانی اوراس سے متعلق دوسرے بہت سے کام انجام دیتی تھیں،اوریہ ایک معمول کی چیز تھی۔لہٰذا اگرکوئی خاتون اس طرح کا مشغلہ اختیارکرے،توشرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (جاری ہے......)

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط21)

سلفی تلبیسات کا نمونہ اور قانون بنانے و ماننے کا فلسفہ

مغالطہ: ......پھراس کے بعد آگے خیانت کے عادی سلفی صاحب نے ہمارے مضمون کے بہت پہلے ''تکفیرِ مسلم انتہائی اقدام'' کی سرخی کے ذیل کی عبارت کے ایک اقتباس کو اپنی حسبِ عادت نہایت شاطرانہ انداز میں کتر بیونت کرکے اس طرح نقل کیا ہے:

امتِ مسلمہ کا مجموعی مزاج بھی اہلِ تشیع کو علی العموم مسلمان سمجھنے کا رہا ہے، اور اکثر وجمہور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام نے بھی اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج دیگر اہلِ اھواء، خوارج، معتزلہ، جہمیہ اور قدریہ، معطلہ جیسے فرقوں کی طرح اہلِ تشیع وروافض کی علی الاطلاق اور علی العین تکفیر نہیں کی۔ کسی مسلم کہلائے جانے والے کسی ایک انسان پر بھی کفر کا حکم لگانا، بہت نازک، تحقیق طلب، اور جان جوکھوں میں ڈالنے والا کام ہے، جس پر دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی خطرناک آثار ونتائج مرتب ہوتے ہیں، چہ جائیکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایسے لاکھوں لوگوں پر قطعی تکفیر کا حکم لگایا جائے، ان کے مختلف فرقے ہیں، اور ان کے مابین شدید نوعیت کے اختلافات بھی ہیں (علمی وتحقیقی رسائل ص۴۲۱ جلد نمبر۱۸) (ماہنامہ حق چاریار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر۳۵)

جوابِ مغالطہ: ......ہماری مکمل اور اصل صحیح عبارت مندرجہ ذیل ہے:

''حالانکہ اولاً تو زیرِ بحث مسئلہ ''مسلم'' کہلائے جانے والے ان لاکھوں انسانوں سے متعلق ہے، جو عرب وعجم کے مختلف ملکوں اور علاقوں میں بستے ہیں، اور مسلم معاشرے کا حصہ سمجھے جاتے ہیں، اور صدیوں سے نسل درنسل اِن کا سلسلہ چلا آرہا ہے، جبکہ امتِ مسلمہ کا مجموعی مزاج بھی اہلِ تشیع کو علی العموم مسلمان سمجھنے کا رہا ہے، اور اکثر وجمہور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام نے بھی اہلُ السنۃ سے خارج دیگر اہلِ اھواء، خوارج، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مشبہہ، معطلہ جیسے فرقوں کی طرح اہلِ تشیع وروافض کی علی الاطلاق اور علی العین تکفیر نہیں کی۔

دوسرے کسی مسلم کہلائے جانے والے کسی ایک انسان پر بھی کفر کا حکم لگانا، بہت نازک، تحقیق

طلب، اور جان جوکھوں میں ڈالنے والا کام ہے، جس پر دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی خطرناک آثار ونتائج مرتب ہوتے ہیں، چہ جائیکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایسے لاکھوں لوگوں پر قطعی تکفیر کا حکم لگایا جائے، جن کے مختلف فرقے ہیں، اور ان کے مابین شدید نوعیت کے اختلافات بھی ہیں۔

قرآن وسنت اور فقہ وفتاویٰ کی رُو سے، کسی پر کفر کا حکم لگانا، انتہائی سخت اقدام ہے، جو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہو کر کفر کی تمام شرائط پائی جانے اور موانعات منتفی ہونے پر ہی لگایا جاتا ہے (علمی وتحقیقی رسائل، جلد نمبر ۱۸، ص ۴۲۰، و ۴۲۱)

ہماری اس عبارت میں پہلی کارروائی تو موصوف نے یہ کی کہ ہماری عبارت کے شروع کے حصہ کو ہی حذف کردیا۔ اور پھر ''جبکہ'' کے الفاظ کو بھی شروع سے حذف کردیا، کیونکہ ان الفاظ سے قاری کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اصل بات یہاں سے شروع نہیں ہو رہی، بلکہ پیچھے سے چل رہی ہے۔

دوسری کارروائی موصوف نے یہ کی کہ ''تکفیر نہیں کی'' کے بعد ''دوسرے'' کے الفاظ کو بھی حذف کردیا، تاکہ قاری اس جملہ کو پیچھے کے جملے کے ساتھ ملا کر پڑھے، اور اس کے بعد کی بات کو پہلی بات کا حصہ سمجھے، ساتھ ہی قاری کو یہ بھی پتہ نہ چلے کہ پہلے الفاظ کے شروع کی عبارت حذف کردی گئی ہے۔ اس کے علاوہ درمیان سے ''مشتبہ'' کے جملہ کو بھی نہیں لکھا گیا، اور ''ان کے مابین'' کی جگہ ''جن کے مابین'' لکھا گیا۔ اور تیسری کارروائی موصوف نے یہ کی کہ مندرجہ بالا عبارت کے بعد ہم نے مذکورہ تکفیر پر مرتب ہونے والے دس سے زیادہ آثار کا ذکر کیا تھا، جس سے ہمارے مذکورہ مدعیٰ کو سمجھنے میں مدد حاصل ہوتی ہے، ان کا بھی ذکر نہیں کیا۔ چوتھی کارروائی موصوف نے یہ کی کہ ہم نے آگے جو مذکورہ مدعیٰ کے ثبوت پر فقہی وعلمی عبارات نقل کی ہیں، ان کا ذکر بھی نہیں کیا۔

اور مذکورہ کارروائیوں کے بعد موصوف نے بندہ کی طرف یہ تہمت بھی قائم کردی ہے کہ:

''ہمیں یقین ہے کہ اس شخص کو رافضیت کا روگ لگ گیا ہے، جو انہیں بہر طور مسلمان ثابت کرنے کی فکر میں سوکھ کر کانٹا کر چکا ہے'' (ماہنامہ حق چار یار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۳۵)

موصوف خواہ کتنے ہی جلتے بھنتے رہیں، اور کتنی ہی طعن وتشنیع کے پلندے اور ٹوکرے اپنے سر پر کیوں نہ سر پر اٹھاتے پھرتے رہیں، اور خواہ ہمیں سوکھے ہوئے کانٹے ہی کی طرح کیوں نہ تصور کرلیں۔

لیکن اس کے باوجود ہم نہایت قوت ومضبوطی کے ساتھ اپنے دعوے پر قائم ہیں، اور اس پر جمہور کے واضح دلائل موجود ہیں کہ ''امتِ مسلمہ کا مجموعی مزاج بھی اہلِ تشیع کو علی العموم مسلمان سمجھنے کا رہا ہے، اور اکثر وجمہور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام نے بھی اہلُ السنۃ سے خارج دیگر اہلِ اھواء، خوارج، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مشبہہ، معطلہ جیسے فرقوں کی طرح اہلِ تشیع وروافض کی علی الاطلاق اور علی العین تکفیر نہیں کی''

امت کے اس مجموعی مزاج، اور اکثر وجمہور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام وسلفِ صالحین کے اس اصولی موقف کو موصوف جیسے سینکڑوں افراد نہ آج تک تبدیل کرنے میں کامیاب ہوسکے ہیں، اور نہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ کامیاب ہوسکیں گے، وہ جتنا زور لگا سکتے ہوں لگا کر دیکھ لیں، اور شیعہ وروافض پر تکفیر اور طعن وتشنیع کے ساتھ، جمہور فقہائے کرام ومجتہدینِ عظام کے متبعینِ اہلُ السنۃ پر بھی اسی قسم کی اپنے نفس کی بھڑاس کیوں نہ نکال لیں، اس سے مذکورہ متبعینِ اہلُ السنۃ پر کوئی فرق واثر پڑنے والا نہیں۔

کیونکہ اگر کسی کی تکفیر میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مجتہدین کا بھی اختلاف ہو، اور کسی بھی مذہب میں ایک قول، یا ضعیف روایت بھی عدمِ تکفیر کی موجود ہو، تب بھی عدمِ تکفیر کو ترجیح ہوا کرتی ہے، اور یہاں صورتِ حال اس کے برعکس یہ ہے کہ عدمِ تکفیر کے قائلین جمہور مجتہدین وفقہاء ہیں، اور تکفیر کا قول غیر جمہور اور غیر مجتہدین کا اصل مجتہدین سے اختلاف پر مبنی ہے۔ [1]

---

[1] (قوله ولو رواية ضعيفة) قال الخير الرملى :أقول ولو كانت الرواية لغير أهل مذهبنا، ويدل على ذلك اشتراط كون ما يوجب الكفر مجمعا عليه (قوله كما حرره فى البحر) قدمنا عبارته قبيل قوله وشرائط صحتها (قوله وجوه) أى احتمالات لما مر فى عبارة البحر عن التتارخانية أنه لا يكفر بالمحتمل(ردالمحتار، ج۴ص ۲۳۰، كتاب الجهاد، باب المرتد)

نعم يقع فى كلام أهل المذهب تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون بل من غيرهم، ولا عبرة بغير الفقهاء ، والمنقول عن المجتهدين ما ذكرنا (ردالمحتار، ج۴ص ۲۳۶، كتاب الجهاد، باب المرتد،مطلب مهم فى حكم سب الشيخين)

إذا كان فى المسألة خلاف ولو رواية ضعيفة، فعلى المفتى أن يميل إلى عدم التكفير(ردالمحتار، ج۴ص۲۳۷، كتاب الجهاد، باب المرتد)

وتقدم أن المراد بالاختلاف ولو رواية ضعيفة ولو فى غير المذهب(ردالمحتار، ج۴ص۲۴۷، كتاب الجهاد، باب المرتد)

پھر سلفی صاحب نے ہماری طرف مندرجہ بالا تہمت منسوب کرنے کے متصل بعد لکھا:

''موصوف (یعنی رضوان) کی بھدی اور بودی تحقیقات کے پلندے کی حالت یہ ہے کہ ایک ایک صفحے پر تین تین متضادات خیالات موجود ہوتے ہیں، ہمیں یہ شخص ذہنی معذور اور خدانخواستہ بیمار محسوس ہوتے ہیں، انہیں (یعنی رضوان) کے یہ الفاظ بھی ہیں۔

ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ شیعوں کی طرف ''تحریفِ قرآن'' کا جو عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے، اس کا بے شک بعض اہلِ تشیع کی کتابوں میں ذکر موجود ہے، جس کے بعض بزرگوں نے اپنی کتابوں میں حوالہ جات وعبارات بھی درج کی ہیں، لیکن بہت سے محققینِ شیعہ نے اس عقیدے کی سخت تردید کی ہے۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۳۹۵)

اور ساتھ ہی لکھتے ہیں:

متعدد محققینِ اہل السنۃ نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی ''تفسیر الکبیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

احتج القاضی بقوله :إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون على فساد قول بعض الإمامية فى أن القرآن قد دخله التغيير والزيادة والنقصان

اور **(التفسير الكبير، لفخر الدين الرازى، ج ۱۹، ص ۱۲۴، سورة الحجر)**

ترجمہ: قاضی نے اللہ تعالیٰ کے قول ''انا نحن نزلنا الخ '' کے ذریعے سے بعض ''امامیہ'' کے اس قول کے فاسد ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ قرآن میں ''تغییر'' اور ''کمی زیادتی'' داخل ہوگئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''تحریفِ قرآن'' کا عقیدہ، بعض شیعہ ''امامیہ'' کا ہے، نہ تو تمام شیعوں کا ہے، اور نہ ہی تمام ''شیعہ اثناعشریہ'' کا یہ عقیدہ ہے (پھر موصوف حاشیہ میں لکھتے ہیں) امامیہ کے مختلف فرقے، جن میں ایک مشہور فرقہ اثناعشریہ ہے (ایضاً صفحہ نمبر ۳۹۵-۳۹۶)

(ماہنامہ حق چاریار، مارچ ۲۰۲۳ء، صفحہ نمبر ۳۶)

ہماری اس عبارت پر موصوف نے، جو اپنی زبان سے غلاظت اگل کر تضادات کا جھوٹا پلندہ گھڑا ہے، اس کا ذکر تو بعد میں آتا ہے۔ پہلے ہمارے مضمون کی اصل ومکمل عبارت اور اس میں موصوف کی طرف سے کی گئی چند خیانتوں کو ملاحظہ کرلیا جائے۔

ہمارے مضمون کی اصل اور پوری عبارت مندرجہ ذیل ہے:

''حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جو یہ فرمایا کہ:

''شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہے، مگر موجودہ ہر شیعہ پر بر بناءِ مذکور، یہ ازخود لازم نہیں کیا جاسکتا، جب تک وہ اس کی تصریح نہ کرے''۔

ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

شیعوں کی طرف ''تحریفِ قرآن'' کا جو عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے، اس کا بے شک بعض اہلِ تشیع کی کتابوں میں ذکر موجود ہے، جس کے بعض بزرگوں نے اپنی کتابوں میں حوالہ جات وعبارات بھی درج کی ہیں، لیکن بہت سے محققینِ شیعہ نے اس عقیدے کی سخت تردید کی ہے۔

اور متعدد محققینِ اہل السنۃ نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔

چنانچہ امام فخرالدین رازی ''تفسیر الکبیر ''میں فرماتے ہیں کہ:

احتج القاضى بقوله :إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون على فساد قول بعض الإمامية فى أن القرآن قد دخله التغيير والزيادة والنقصان(التفسير الكبير،لفخر الدين الرازى،ج ۱۹،ص ۱۲۴،سورة الحجر)

ترجمہ: قاضی نے اللہ تعالیٰ کے قول ''انا نحن نزلنا الذكر وانا لهٗ لحافظون'' کے ذریعے سے بعض ''امامیہ'' کے اس قول کے فاسد ہونے کی دلیل پکڑی ہے کہ قرآن میں ''تغیر'' اور ''کمی وزیادتی'' داخل ہوگئی ہے(تفسیرالکبیر)

یہی بات صاحبِ ''روح المعانی ''نے بھی اپنی تفسیر میں ذکر فرمائی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''تحریفِ قرآن'' کا عقیدہ، بعض شیعہ ''امامیہ'' کا ہے، نہ تو تمام شیعوں کا ہے، اور نہ ہی تمام ''شیعہ اثنا عشریہ'' کا یہ عقیدہ ہے(علمی وتحقیقی رسائل، جلد نمبر ۱۸ ،ص ۳۹۵و۳۹۶)

اب ہماری اصل عبارت اور موصوف کی طرف سے ہماری نقل کردہ عبارت کا تقابلی منظر سامنے رکھ کر موصوف نے ہماری مندرجہ بالا عبارت میں جو کانٹ چھانٹ اور خیانتیں کی ہیں، ان کو ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے جو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی بات سے اتفاق کرنے کا حکم لگایا تھا، سلفی صاحب نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا، تا کہ وہ طعن و تشنیع کہ جس توپ کے گولے، بارود ہماری طرف پھینکنا چاہتے ہیں، ان کا رخ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی طرف ہونے سے مخفی رہ سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے تو حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کی بات سے اتفاق کرنے کا حکم لگا کر، اگلے پیراگراف سے دوسرا جملہ شروع کیا تھا، لیکن موصوف نے، نہ صرف یہ کہ اس پیراگراف کی حیثیت کو ختم کر دیا، اسی کے ساتھ اس سے اگلے مستقل پیراگراف کو گذشتہ پیراگراف کے ساتھ ملا دیا، اور درمیان میں لفظِ ''کہ'' کا بھی اضافہ کر دیا، تا کہ گذشتہ کارروائی قارئین سے پوری طرح مخفی رہے، اور ساتھ ہی اگلی کارروائی بھی کرنے میں سہولت حاصل ہو، اور پیچھے جو گند پھینکی تھی، اس کا بوجھ دنیا میں اپنے کاندھوں پر اٹھانے کی زحمت سے محفوظ رہا جا سکے۔

تیسری بات یہ ہے کہ موصوف نے درمیان میں جو یہ جملہ لکھا کہ ''اور ساتھ ہی لکھتے ہیں'' اس کے بعد ہماری عبارت سے ''اور متعدد'' کے الفاظ کو حذف کر دیا۔

اگر ہمارا اگلا جملہ بالکل ساتھ تھا، تو اس کو الگ سے لکھنے کی ضرورت سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ متعدد محققین کی قید کو حذف کر کے آنے والی کارروائی ڈالی جا سکے؟

چوتھی بات یہ ہے کہ موصوف نے درمیان سے اس جملہ کو بھی حذف کر دیا کہ ''یہی بات صاحبِ ''روح المعانی '' نے بھی اپنی تفسیر میں ذکر فرمائی ہے'' اور اس کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ ہم نے اس عبارت کو حاشیہ میں نقل کیا تھا، اس جملہ کو لکھنے کی صورت میں موصوف کو اس پر بھی کلام کرنے کی ضرورت پیش آ سکتی تھی۔

پانچویں بات یہ ہے کہ موصوف نے ہماری عبارت کے آخری حصہ میں ''اثنا عشریہ'' سے پہلے ''شیعہ'' کے الفاظ کو بھی حذف کر دیا۔

چھٹے اور بھی چھوٹی موٹی عبارتوں کو درمیان سے حذف کیا۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ موصوف نے ہمارے ایک ایک صفحے پر تین تین متضادات خیالات

موجود ہونے کا دعویٰ ایسے موقع پر کیا، جبکہ اس سے پہلے کی ہماری عبارت ہماری تالیف کے صفحہ نمبر ۴۲۱ کی نقل کی، اور مذکورہ عبارت ہماری تالیف کے صفحہ نمبر ۳۹۵ کی نقل کی، یعنی ترتیب کا بھی لحاظ نہیں کیا، جبکہ ہمارے ان پچیس صفحات کے فاصلہ پر مشتمل عبارات میں بھی الحمدللہ تضاد نہیں، چہ جائیکہ ایک ایک صفحہ پر موصوف کی مخصوص ذہنیت وخیال کے مطابق کئی کئی تضادات ہوں۔

چنانچہ ہمارے مضمون کے صفحہ نمبر ۴۲۱ کی عبارت میں ''اہلِ تشیع وروافض کی علی الاطلاق اور علی العین تکفیر نہ کرنے'' کا ذکر ہے۔

اور ہمارے مضمون کے صفحہ نمبر ۳۹۵ کی عبارت میں بعض اہلِ تشیع کی کتابوں میں تحریف کا ذکر موجود ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، ساتھ ہی بہت سے محققینِ شیعہ کی طرف سے اس عقیدے کی سخت تردید کرنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے، اور متعدد محققینِ اہل السنۃ کی طرف سے بھی اس کی تصریح کا ذکر کیا گیا ہے، پھر اس کے ثبوت میں امام فخرالدین رازی کی ''**تفسیر الکبیر**'' کے حوالہ سے بعض ''امامیہ'' کے نزدیک تحریفِ قرآن واقع ہونے کی عبارت نقل کی گئی ہے، اور صاحبِ ''**روح المعانی**'' کی تفسیر میں بھی اس کا ذکر ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، اور حاشیہ میں جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس میں ''**قول بعض من الامامیۃ**'' کے الفاظ ہیں۔

پھر حاشیہ میں یہ صراحت بھی کی گئی ہے کہ ''امامیہ کے مختلف فرقے، جن میں ایک مشہور فرقہ اثنا عشریہ'' ہے۔

اور پھر ہماری مندرجہ بالا عبارت میں نتیجہ اخذ کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ:

> اس سے معلوم ہوا کہ ''تحریفِ قرآن'' کا عقیدہ، بعض شیعہ ''امامیہ'' کا ہے، نہ تو تمام شیعوں کا ہے، اور نہ ہی تمام ''شیعہ اثنا عشریہ'' کا یہ عقیدہ ہے''

ہماری یہ تصریح علامہ ابنِ تیمیہ کی ''**منهاجُ السنة**'' میں ذکر کردہ اس تصریح کے مطابق ہے کہ:

> **والإمامية الاثنا عشرية . خير منهم بكثير، فإن الإمامية مع (فرط . جهلهم وضلالهم فيهم خلق مسلمون باطنا وظاهرا ليسوا زنادقة منافقين، لكنهم جهلوا وضلوا واتبعوا أهواء هم (منهاج السنة النبوية، ج۲، ص ۴۵۳، الفصل الثاني)**

پھر مذکورہ عبارت کے متصل بعد ہمارے مضمون میں نعمان بن محمد آلوسی بغدادی (المتوفیٰ:

1317ہجری)اور مولانا رحمتُ اللہ کیرانوی (المتوفٰی:1308ھ)اور فاضلِ دارُالعلوم دیوبند،اور سابق شیخ الحدیث دارُالعلوم دیوبند،حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہم اللہ کے حوالہ سے ’’جمہور علمائے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ‘‘ کے نزدیک قرآن مجید’’تغییر اور تبدیل‘‘ وغیرہ سے محفوظ ہونے، اوراس سلسلے میں متعدد علمائے اہل السنہ،اور متعدد شیعہ کی تصریحات وعبارات موجود ہونے کی تصریح ہے،جن میں تفسیر’’روح المعانی‘‘ کی ایک عبارت بھی شامل ہے۔

اور چونکہ شیعہ کے مختلف فرقے ہیں،جن کے عمومی مفہوم میں’’زیدیہ‘‘ و’’مفضلہ‘‘ سے لے کر ’’رافضہ‘‘اور پھر’’غالیہ‘‘کو بھی درجہ بدرجہ شامل رکھا جاتا ہے،اور امامیہ کے بھی متعدد فرقے ہیں،جن میں ایک فرقہ’’اثنا عشریہ‘‘ کا ہے،اوران سب امور کی متعدد محققین اہل السنۃ نے تصریح کی ہے،اور ہم اس سے متعلق بہت سی عبارات وحوالہ جات پہلے نقل کرچکے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ جب مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بعض امامیہ کا ہے،تو نہ تو جملہ اہلِ تشیع کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے،اور نہ ہی جملہ امامیہ کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے،اور نہ ہی جمہور علمائے اثنا عشریہ کی طرف اس کی نسبت کرنا راجح ہے،تو ایسی صورت میں ہمارے مندرجہ بالا نتیجہ میں اصحابِ فہم وبصیرت کے نزدیک کونسا تضاد وتعارض ہے؟

البتہ اگر موصوف جیسے کسی شخص کو تضاد نظر آئے،جس کو نہ تو شیعہ ورافضہ میں فرق معلوم ہو،نہ ہی امامیہ اوراس کے مختلف فرقوں کا تعارف ہو،تو یہ تضاد اس کی کم علمی وکم فہمی کا نتیجہ ہے(جاری ہے......)

مفتی محمد رضوان

کیا آپ جانتے ہیں؟

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

گمراہ کن ائمہ ولیڈروں کا فتنہ

نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر گمراہ کن ائمہ،ومقتداؤں اور لیڈروں کے خوف،اور شدید ترین خوف کا اظہار فرمایا ہے، کیونکہ وہ بہت سے عوام کی دینی گمراہی کا باعث بنیں گے،وہ عوام کو گمراہی، بد دینی،اور مختلف گناہوں اور بدعتوں کی طرف دعوت دیں گے،جس سے عوام کی آخرت کا تباہ کن نقصان ہوگا۔

اور وہ ائمہ ومقتداء، سیاسی وغیر سیاسی عہدہ،واثر ورسوخ،اور مال ودولت والے بھی ہوسکتے ہیں،جو عہدہ کے لالچ میں پھنسا کر،اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے گمراہ کریں گے،اور خالص دینی رنگ کے علماء بھی ہوسکتے ہیں،جو اپنے بیان وخطاب کے ذریعہ دین کے رنگ میں گمراہی والی چیزوں کی طرف دعوت دیں گے،جیسا کہ آج کے دور میں ان کی کمی نہیں۔

آگے اس طرح کی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ، قَالَ :وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ يَخْذُلُهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ

(سنن الترمذی،رقم الحدیث ۲۲۲۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس میں خوف رکھتا ہوں اپنی امت پر

---

[1] قال الترمذی:وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، سَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ :سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ _ :وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ _عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ :هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ.

گمراہ کرنے والے ائمہ (ولیڈروں) کا،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت برابر حق پر قائم رہے گی، جن کو وہ لوگ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، جو اُن کو رسوا کریں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) نہ آ جائے (ترمذی)

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّونَ (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۷۴۸۵) [1]

ترجمہ: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے ائمہ کا ہے (لہٰذا تم اِن سے اپنی حفاظت کرنا) (مسند احمد)

ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مُخَاصِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى مَنْزِلِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ" :غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَى أُمَّتِي مِنَ الدَّجَّالِ "فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَدْخُلَ، قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ شَيْءٍ أَخْوَفُ عَلَى أُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ" :الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۱۲۹۷) [2]

ترجمہ: میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر کی طرف جا رہا تھا، تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال کے علاوہ بھی میں اپنی امت پر دجال سے زیادہ کا بہت زیادہ خوف رکھتا ہوں، پھر جب مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ آپ گھر میں داخل ہو جائیں گے، تو میں نے عرض کیا کہ آپ کو امت پر دجال کے علاوہ کس کا زیادہ خوف ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ گمراہ کرنے والے ائمہ (ولیڈروں) کا (مسند احمد)

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے :

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:صحیح لغیرہ(حاشیة مسند احمد)

[2] قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ(حاشیة مسند احمد)

كُنتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ " :لَغَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَى أُمَّتِي "قَالَهَا ثَلَاثًا .قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، مَا هَذَا الَّذِي غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ" :أَئِمَّةً مُضِلِّينَ (مسند احمد ،رقم الحديث ٢١٢٩٦) ؎1

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے علاوہ کا بھی مجھے اپنی امت پر بہت خوف ہے، یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی۔

ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول یہ دجال کے علاوہ جس کا آپ کو اپنی امت پر بہت خوف ہے، کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گمراہ کن ائمہ (اور رہبروں ولیڈروں) کا (مسند احمد)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :إِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي إِلَّا الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ، وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يرفع عنهم إلى يوم القيامة" (صحيح ابنِ حبان،رقم الحديث ٤٥٧٠) ؎2

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر صرف گمراہ کرنے والے ائمہ (ولیڈروں) کا خوف رکھتا ہوں، اور جب تلوار واسلحہ (یعنی باہمی قتل وقتال) کا ایک مرتبہ آغاز ہوگیا، تو پھر میری امت سے یہ قیامت کے دن تک ختم نہیں ہوگا (مسند احمد)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَسَرَّ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ

؎1 قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره(حاشية مسند احمد)

؎2 قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح،(حاشية صحيح ابنِ حبان)

عَلَى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّينَ قَالَ كَعْبٌ :فَقُلْتُ :وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ غَيْرَهُمُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۹۸۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چپکے سے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے ائمہ (ولیڈروں) کا ہے، حضرت کعب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں بھی اس امت پر ان گمراہ کرنے والے ائمہ (ولیڈروں) کے علاوہ دوسروں کا خوف نہیں رکھتا (طبرانی)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مِنَ الدَّجَّالِ أَئِمَّةً مُضِلِّينَ (السنة لابنِ ابی عاصم، رقم الحدیث ۱۰۰، باب ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم :علیکم ھدیا قاصدا) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد تم پر دجال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے ائمہ کا ہے (السنہ لابنِ ابی عاصم)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر دجال کے علاوہ ایسے اماموں، حکمرانوں، پیشواؤں، اور لیڈروں کا بہت خوف تھا، جو لوگوں کی گمراہی کا باعث بنیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں ایسے افراد کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری رہا، آج بھی برق رفتاری سے جاری ہے۔

مختلف علاقوں میں ایسے سیاسی وغیر سیاسی رنگ کے ائمہ ولیڈر اور سربراہانِ قوم موجود ہیں، جو شرعی احکام میں رکاوٹ، یا خلط ملط کا باعث بن کر، اور دین کے رنگ میں بدعات ومنکرات کو سامنے لاکر لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

اس لئے ایسے فریب کاروں اور مکاروں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہیے۔

---

[1] قال الالبانی:قلت :فالسند حسن إن شاء الله تعالى، وهو صحيح قطعا بما بعده (سلسلة الاحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۱۵۸۲)

[2] قال الالبانی: حديث صحيح (ظلال الجنة فی تخريج السنة لابن أبی عاصم،باب ذكر قول النبی صلی الله عليه وسلم عليه السلام عليكم هديا قاصدا)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط102 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ سوم)

حضرت خضر سے ملاقات

حضرت یوشع نے جب حضرت موسیٰ کو مچھلی کا حیرت انگیز طور پر زندہ ہونے، اور اچھل کر دریا میں راستہ بنانے کا ذکر کیا، تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہماری ملاقات کی جگہ تو یہی تھی، چنانچہ اپنے پیروں کے نشانات پر واپسی کا سفر شروع کیا، چنانچہ جب اس پتھر کے پاس پہنچے، جہاں مچھلی نے زندہ ہوکر دریا میں راستہ بنایا تھا، تو وہاں پر ایک شخص کو دیکھا، جو سر سے پاؤں تک چادر تانے لیٹا ہوا ہے، حضرت موسیٰ پہچان گئے کہ یہی حضرت خضر ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا(سورة الكهف، رقم الآية ٦٥)

یعنی ”تب انہیں ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ملا، جس کو ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا، اور خاص اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا“

قرآن مجید میں ان کی دو صفات بیان کی گئی ہیں، ایک یہ کہ ہم نے اس کو اپنی خاص رحمت اور خاص عنایت سے سرفراز کیا ہے، اور دوسری یہ کہ ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ [1]

---

[1] اس جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کے دو وصف بیان کیے ہیں:

ایک وصف یہ بیان کیا ہے کہ ”ہم نے اس کو اپنی خاص رحمت اور خاص عنایت سے سرفراز کیا ہے“

اس کی تفسیر میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ”رحمت“ سے نبوت اور ہدایت مراد ہے، اور جمہور مفسرین کے نزدیک ”رحمت“ سے ولایت اور مقبولیت مراد ہے، اور ”رحمت“ کا لفظ مجمل ہے، جس میں دونوں معنیٰ کا احتمال ہے، اس لیے بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت خضر ولی تھے، نبی نہ تھے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت خضر کے نبی، یا ولی ہونے میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک آپ ''اللہ کے برگزیدہ بندے اور ولی'' تھے، اور بعض حضرات کے نزدیک آپ ''نبی'' تھے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

دوسرا وصف یہ بیان کیا ہے کہ ''ان کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص علم عطا کیا تھا، جو نظر و فکر سے حاصل نہیں ہو سکتا''

مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے پاس سے ان کو باطنی علم سکھایا، وہ علم ہمارے ساتھ خاص ہے، ہمارے سکھائے بغیر کوئی اس علم کو نہیں جان سکتا۔

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایسے ہی علم کو ''علم لدنی'' کہتے ہیں، جس میں اسبابِ ظاہری کا دخل اور واسطہ نہ ہو، اور عالمِ غیب سے براہ راست علم اس کے قلب میں داخل ہو، ملائکہ پر جو منجانب اللہ علوم فائض ہوتے ہیں، وہ اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

''قلب'' میں عام طور پر جو علم داخل ہوتا ہے، وہ حواسِ ظاہری کے دروازوں سے داخل ہوتا ہے، ایسے علم کو ''علمِ حصولی'' اور ''علمِ اکتسابی'' کہتے ہیں، اور جب کسی کے ''قلب'' میں کوئی دروازہ ''عالمِ ملکوت'' کی طرف کھل جائے، اور ظاہری حواس کے بغیر کوئی علم ''قلب'' میں پہنچ جائے، تو ایسے علم کو ''علمِ لدنی'' کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو علم ''قلب'' کے باہر کے دروازہ سے داخل، اور حاصل ہو، وہ ''علم حصولی'' ہے، اور جو علم ''قلب'' کے اندر کسی باطنی دروازہ سے آئے وہ ''علمِ لدنی'' اور ''علمِ وہبی'' اور ''علمِ حضوری'' کہلاتا ہے۔

(کذافی معارف القرآن ادریسی)

۱؎ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرت خضر، اللہ تعالیٰ کے ایک نہایت برگزیدہ اور مقبول بندے اور مخصوص صالح بندوں میں سے ہیں، اختلاف صرف اس میں ہے کہ آپ صرف ولی تھے، یا نبی۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> خلاصہ یہ ہے کہ جمہور امت کے نزدیک حضرت خضر (علیہ السلام بھی ایک نبی اور پیغمبر ہیں، مگر ان کے کچھ تکوینی خدمتیں من جانب اللہ سپرد کی گئی تھیں، انہی کا علم دیا گیا تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی اطلاع نہ تھی، اس لیے اس پر اعتراض کیا، تفسیر قرطبی، بحر محیط، ابوحیان اور اکثر تفاسیر میں یہ مضمون بعنوانات مختلفہ مذکور ہیں (معارف القرآن، ج۵ص۶۱۲، سورہ کہف)

آتيناه رحمة من عندنا قيل المراد بها الرزق الحلال والعيش الرغد، وقيل العزلة عن الناس وعدم الاحتياج إليهم وقيل طول الحياة مع سلامة البنية، والجمهور على أنها الوحي والنبوة وقد أطلقت على ذلك في مواضع من القرآن، وأخرج ذلك ابن أبي حاتم عن ابن عباس، وهذا قول من يقول بنبوته عليه السلام وفيه أقوال ثلاثة، فالجمهور على أنه عليه السلام نبي وليس برسول، وقيل هو رسول، وقيل هو ولي وعليه القشيري وجماعة، والمنصور ما عليه الجمهور .وشواهده من الآيات والأخبار كثيرة وبمجموعها يكاد يحصل اليقين، وكما وقع الخلاف في نبوته وقع الخلاف في حياته اليوم(تفسير روح المعاني، ج۸ص ۳۰۲، سورة الكهف)

والخضر نبي عند الجمهور .وقيل: هو عبد صالح غير نبي، والآية تشهد بنبوته لأن بواطن أفعاله لا تكون إلا بوحي .وأيضا فإن الإنسان لا يتعلم ولا يتبع إلا من فوقه، وليس يجوز أن يكون فوق النبي من ليس بنبي. وقيل: كان ملكا أمر الله موسى أن يأخذ عنه مما حمله من علم الباطن .والأول الصحيح، والله أعلم(تفسير القرطبي، ج ۱۱ ص ۱۶، سورة الكهف)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کو سلام کیا، تو حضرت خضر حیران ہوئے کہ اس ویرانے میں سلام کی آواز کہاں سے آ گئی، اس پر حضرت موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں۔

حضرت خضر نے فرمایا کہ کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں جی ہاں! میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ ”وعلمناه من لدنا علما“ای مما يختص بنا ولا يمكن تحصيله الا من لدنا بتوفيقنا وهو علـم الـذات والـصـفـات قال البغوى لم يكن الخضر نبيا عند اكثر اهل العلم قلت وهذا عندى محل نظر لان العـلـم- الـحـاصـل لـلاوليـاء بـالإلهام وغير ذلك علم ظنى يحتمل الخطاء ولذلك ترى تعارض علومهم الملهمة فلو لم يكن الخضر نبيا لما جاز له قتل نفس زكية بالهام انه لو عاش لارهق أبويه طغيانا و كفرا(تفسير المظهرى، ج٦ ص ٥٠، سورة الكهف)

علمی و تحقیقی رسائل (جلد22)

اہلِ تشیع کی ”تحقیق و تکفیر“

مصنّف: مفتی محمد رضوان

علمی و تحقیقی رسائل (جلد23)

(1)...حوائج کو رازداری میں رکھنے کی تحقیق

(2)...تحقیق ایمان آباءِ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم

(3)...لے پالک، یتیم اور مجہول النسب اولاد کی شرعی حیثیت

(4)...مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

(5)...مچھر مار برقی آلہ کا حکم

(6)...حرمتِ مصاہرت پر کلام

(7)...کھڑے ہو کر جوتا، پائجامہ اور عمامہ پہننے کا حکم

(8)...کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک پر کرنے کی تحقیق

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

طب وصحت حکیم مفتی محمد ناصر

سر چکرانا(Giddiness)

دماغی کمزوری ایسی حالت ہے، جس میں سر کی مختلف بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں، سر کی بیماریوں میں سے ایک بیماری سر چکرانا بھی ہے۔

سر چکرانے کی شکایت زیادہ تر عام جسمانی کمزوری، اور خاص طور پر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، بعض اوقات ہضم کی خرابی اور قبض کی وجہ سے بھی سر چکرانے لگتا ہے۔

سر چکرانے کو عربی میں دوَّار اور انگریزی میں گڈی نس(Giddiness) کہتے ہیں، اس بیماری میں آدمی کے کھڑا ہونے یا ادنیٰ حرکت کرنے سے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے، بعض اوقات مریض کو اپنے اِردگرد کی چیزیں متحرک اور چکراتی ہوئی نظر آتی ہیں، اور مریض اپنے آپ کو قائم نہیں رکھ سکتا، یا کسی چیز کا سہارا لیتا ہے، یا بیٹھ جاتا ہے، یا پھر گر پڑتا ہے۔

اسباب: عام جسمانی کمزوری یا دماغی کمزوری، خون کی خرابی، مباشرت کی کثرت، بادی، ثقیل اور دیر ہضم چیزوں کا استعمال کرنا، منشیات کا کثرت سے استعمال کرنا، تمباکو زیادہ پینا، دماغ پر چوٹ لگنا، عورتوں میں ماہواری کا کثرت سے آنا، یا پھر بچے کو عرصے تک دودھ پلانا، دائمی قبض کا ہونا، یا پھر چاروں اخلاط میں سے کسی خِلط کا دماغ میں اکٹھا ہوجانا، مذکورہ اور اس جیسے دیگر اسباب سر چکرانے کا باعث ہوسکتے ہیں۔

علامات: مریض کو اٹھتے بیٹھے، چلتے پھرتے وقت آس پاس کی چیزیں گھومتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، یہ مرض ہلکا ہو، تو چکر کم آتے ہیں، اور تھوڑی دیر تک چکر آکر جسم کو تھوڑی سی لغزش ہوکر موقوف ہوجاتے ہیں، اگر مرض شدید ہو تو مریض کو چکر آنے کے ساتھ ساتھ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آجاتا ہے، اور مریض فوراً بیٹھ نہ جائے تو گرنے لگتا ہے، یا پھر گر پڑتا ہے، مریض کا جی متلاتا ہے، اور قے ہوجاتی ہے، جس کے بعد چکر آنے میں کمی ہوجاتی ہے، اس مرض کے شدید ہونے سے بعض اوقات مرگی کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔

عام چکرآ کر بیہوش ہونے اور مرگی کے بے ہوش ہونے میں فرق یہ ہے کہ مرگی کے مریض کے منہ سے دورہ کی حالت میں جھاگ نکلتی ہے، اور مریض اپنے ہاتھ پاؤں کو جھٹکے دیتا ہے، اور سانس لیتے ہوئے خرخراہٹ کی آواز ہوتی ہے، جبکہ عام چکرآ کر بیہوش ہونے میں مرگی والی علامات نہیں پائی جاتیں۔

علاج: اصل سبب معلوم کر کے مرض کو دُور کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے، اور نظامِ ہضم کو درست رکھنا چاہیے، بالخصوص قبض نہ ہونے دی جائے۔

اس کے علاوہ اگر عام جسمانی کمزوری کی وجہ سے چکرآتے ہوں، تو دودھ پینا، مکھن یا ہاف بوائل انڈے کھانا مفید ہے، نیز روزانہ صبح وشام ایک، ایک بڑا چمچ مَلائی کھانا بھی دماغی طاقت کے لئے مفید ہے۔

دماغی طاقت کے لئے ایک اور گھریلو نسخہ یہ ہے کہ بادام سات عدد، مغز کدو 6 گرام، تخمِ خشخاش 3 گرام، گندم کے دانے 20 گرام، رات کے وقت پانی میں بھگو کر رکھ دیں، صبح کو باداموں کو چھیلنے کے بعد ان سب چیزوں کو ایک پاؤ دودھ میں پیس کر چھان لیں، اور 2 چمچ دیسی گھی اور 3 لونگیں دیگچی میں ڈال کر چولھے پر چڑھائیں، جب لونگیں سرخ ہوجائیں، تو دو تین جوش آنے کے بعد آگ سے نیچے اُتار کر میٹھا کر کے پی لیں، دماغی طاقت کے لئے بہت مفید نسخہ ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: حاذق، از حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب مرحوم، علاج الامراض، جلد اول، از پروفیسر حکیم محمد اشرف شاکر صاحب مرحوم، دیہاتی معالج از حکیم حافظ محمد سعید صاحب مرحوم)

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......22اور 23 /شوال المکرّم بروز بدھ اور جمعرات، ادارہ میں دوروزہ حج وعمرہ تربیتی کورس منعقد ہوا، جس میں عازمینِ حج کو مفتی طلحہ مدثر قریشی صاحب نے حج وعمرہ کے ارکان ومناسک کی تعلیم دی۔

□...... 12 / ذوالقعدۃ ، بروزمنگل، مولانا سہیل صاحب (رائے ونڈ، لاہور) دارالافتاء تشریف لائے، مفتی صاحب مدیر صاحب مختلف علمی امور پر بات چیت ہوئی۔

□...... 21 / ذوالقعدۃ، بروز جمعرات، مولانا مفتی شمس الحق صاحب(مہتمم: جامعہ دارالسلام بوبک، چارسدہ) تشریف لائے، مفتی صاحب مدیر سے ملاقات ہوئی۔

□......9 / ذی الحجہ، بروزاتوار سے 21 / ذی الحجہ، بروز جمعہ تک ادارہ کے تمام تعلیمی شعبہ جات میں عیدُ الاضحیٰ کی تعطیلات رہیں،اور22 / ذی الحجہ بروز ہفتہ سے تمام تعلیمی شعبہ جات میں تعلیمی سلسلوں کا آغاز ہوا۔

□...... 10 / ذی الحجہ، بروز پیر، مسجدِ غفران میں عیدالاضحیٰ 1445ھ کی نماز، صبح 05:30 بجے ادا کی گئی اور مسجد نسیم میں 5:20پر عیدُ الاضحیٰ کی نماز ادا کی گئی۔

□......گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ادارہ غفران کے زیرِ انتظام اجتماعی قربانیوں کا انتظام کیا گیا ، چنانچہ اجتماعی قربانیوں کے مکمل ذبیحے کا عمل روات کے علاقہ میں قائم ہونے والی ادارہ کی شاخ میں کیا گیا،شرکاء اپنے اپنے حصہ کے مطابق ادارہ سے،اورروات سے اپنے حصوں کا گوشت لے جاتے رہے۔

□......افرادِ عملہ اجتماعی قربانیوں کی خدمات سے فراغت پر12 / ذی الحجہ بروز بدھ سے 21 / ذی الحجہ تک کے لئے تعطیلات میں رخصت پر تشریف لے گئے۔

□......تعمیرِ پاکستان سکول میں گرمیوں کی چھٹیوں کا کام دے کر 27 /مئی تا 14 /اگست تک ، گرمیوں کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

Idara Ghufran

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ ''التبلیغ'' جلد نمبر21 (1445ھ) کی اجمالی فہرست

آئینۂ احوال

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ہمارا ملک آفتوں کی زَد میں کیوں	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص3
ترکِ تکلفات اور شکوۂ مہنگائی سے نجات	// //	شمارہ2 ص3
وطنِ عزیز کو درست قیادت کی ضرورت	// //	شمارہ3 ص3
مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور موجودہ حالات	// //	شمارہ4 ص3
خودرائی اور حق وباطل میں خلط ملط کا زمانہ	// //	شمارہ5 ص3
دین میں فساد اور باہمی اختلافات کا فتنہ	// //	شمارہ6 ص3
دنیاوی اغراض ومفادات کے رشتے	// //	شمارہ7 ص3
انتخابات کا میدان، یا سیاسی اکھاڑہ	// //	شمارہ8 ص3
نفاذِ اسلام کے لیے قانون سازی کی حیثیت	// //	شمارہ9 ص3
بارش کے باوجود زمینی پیداوار میں کمی وبے برکتی	// //	شمارہ10 ص3
زمانہ اور وقت میں بے برکتی کا دوردورہ	// //	شمارہ11 ص3
مالِ حرام کی نحوست وبے برکتی	// //	شمارہ12 ص3

درسِ قرآن

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
متقیوں کی چند قرآنی صفات (سورہ آلِ عمران: قسط41)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص11
بغرضِ عبرت سیر کرنے اور بزدلی وغم سے بچنے کا حکم (سورہ آلِ عمران: قسط42)	// //	شمارہ2 ص5

موت برحق اور ہر ایک کے لئے اس کا وقت مقرر ہے (سورہ آلِ عمران: قسط43)	مفتی محمد رضوان	شمارہ3 ص5
نبیوں کے ہمراہ مقاتلین کی صفات، اور ان کی جزاء (سورہ آلِ عمران: قسط44)	// //	شمارہ4 ص7
کافروں کی اطاعت اور کافروں پر رعب (سورہ آلِ عمران: قسط45)	// //	شمارہ5 ص10
اللہ کے وعدہ کی صداقت اور مسلمانوں کی آزمائش (سورہ آلِ عمران: قسط46)	// //	شمارہ6 ص6
امن والی اونگھ کا نزول، اور غلطی کے بعد معافی (سورہ آلِ عمران: قسط47)	// //	شمارہ7 ص6
کافروں کو مرنے، یا قتل ہونے پر حسرت (سورہ آلِ عمران: قسط48)	// //	شمارہ8 ص5
نرمی، درگذر، اور استغفار کرنے کا حکم (سورہ آلِ عمران: قسط49)	// //	شمارہ9 ص5
مشورہ کا حکم اور اس کی حیثیت (سورہ آلِ عمران: قسط50)	// //	شمارہ10 ص6
نصرتِ الٰہی کی بناء پر غلبہ، اور قومی خیانت کا وبال (سورہ آلِ عمران: قسط51)	// //	شمارہ11 ص6
تلاوت و تعلیمِ قرآن وحکمت اور تزکیہ کنندہ رسول (سورہ آلِ عمران: قسط52)	// //	شمارہ12 ص5

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط22)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص20
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط23)	// //	شمارہ2 ص14
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط24)	// //	شمارہ3 ص12
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط25)	// //	شمارہ4 ص15
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط26)	// //	شمارہ5 ص21
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط27)	// //	شمارہ6 ص15
برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (اٹھائیسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ7 ص18
بھوکے ننگے اور نیچ لوگوں کی حکمرانی ومالداری کا فتنہ	// //	شمارہ8 ص11

ظالم وفاسق حکمرانوں کا فتنہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ 9 ص 11
قیامت سے قبل عیسائیوں کی کثرت، مسلمانوں کی بے وقعتی	// //	شمارہ 10 ص 16
حق وباطل میں تلبیس، اور فرقہ پرستی کا فتنہ	// //	شمارہ 11 ص 20
مساجد کے ذریعہ فخر وتفاخر کا فتنہ	// //	شمارہ 12 ص 14

مقالات ومضامین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 24
ہر کام دستور کے موافق کرنے کی قرآنی تعلیم	مولانا شعیب احمد	شمارہ 1 ص 27
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ 2 ص 19
عمل کی رُوح سے خالی علم...!	مولانا شعیب احمد	شمارہ 2 ص 21
علم کا پندار	// //	شمارہ 3 ص 16
افادات وملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ 4 ص 19
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 6 ص 23
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 7 ص 24
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 8 ص 16
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 9 ص 22
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 10 ص 22
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 11 ص 29
افادات وملفوظات	// //	شمارہ 12 ص 20

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (آٹھواں حصہ)	مفتی غلام بلال	شمارہ 1 ص 29

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (نواں حصہ)	مفتی غلام بلال	شمارہ 2 ص 24
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (دسواں حصہ)	// //	شمارہ 3 ص 19
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (گیارہواں حصہ)	// //	شمارہ 4 ص 22
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (بارہواں حصہ)	// //	شمارہ 5 ص 25
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (تیرہواں حصہ)	// //	شمارہ 6 ص 27
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (چودھواں حصہ)	// //	شمارہ 7 ص 29
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (پندرہواں حصہ)	// //	شمارہ 8 ص 21
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (سولہواں حصہ)	// //	شمارہ 9 ص 25
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (سترہواں حصہ)	// //	شمارہ 10 ص 31
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (اٹھارہواں حصہ)	// //	شمارہ 11 ص 32
فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (انیسواں حصہ)	// //	شمارہ 12 ص 23

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ریاستی گورنروں کی تقرری (قسط 8)	مولانا محمد ریحان	شمارہ 1 ص 32
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ریاستی گورنروں کی تقرری (قسط 9)	// //	شمارہ 2 ص 28
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ریاستی گورنروں کی تقرری (قسط 10)	// //	شمارہ 3 ص 23
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ریاستی گورنروں کی تقرری (قسط 11)	// //	شمارہ 4 ص 26
عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ریاستی گورنروں کی تقرری (آخری قسط)	// //	شمارہ 5 ص 29
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 1)	// //	شمارہ 6 ص 32
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 2)	// //	شمارہ 7 ص 33
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 3)	// //	شمارہ 8 ص 25
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 4)	// //	شمارہ 9 ص 28
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل (قسط 5)	// //	شمارہ 10 ص 35

پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل(قسط6)	مولانا محمد ریحان	شمارہ11 ص36
پاکستان میں مسئلہ ٹیکس اور خلافتِ عمر سے اس کا حل(قسط7)	// //	شمارہ12 ص26

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
دوست کی پستول	مولانا محمد ریحان	شمارہ1 ص34
برسات	// //	شمارہ2 ص30
بری عادت والا لڑکا	// //	شمارہ3 ص25
میں اللہ کو کیسے مانوں؟	// //	شمارہ4 ص28
میرا گاؤں، میرا وطن	// //	شمارہ5 ص31
بندر کی حاضر دماغی	// //	شمارہ6 ص35
لومائر گاؤں کا درخت	// //	شمارہ7 ص36
کہانی دل کی زبانی(قسط1)	// //	شمارہ8 ص28
کہانی دل کی زبانی(قسط2)	// //	شمارہ9 ص31
کہانی دل کی زبانی(تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ10 ص38
بڑی عید کی کارگزاری	// //	شمارہ11 ص39
بڑی عید کا گوشت اور فریزر	// //	شمارہ12 ص29

بزمِ خواتین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات(چھٹا حصہ)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ1 ص36
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات(ساتواں حصہ)	// //	شمارہ2 ص32
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات(آٹھواں حصہ)	// //	شمارہ3 ص27
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات(نواں حصہ)	// //	شمارہ4 ص30

ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (دسواں حصہ)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ 5 ص 33
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (گیارہواں حصہ)	// //	شمارہ 6 ص 37
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (بارہواں حصہ)	// //	شمارہ 7 ص 38
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:13)	// //	شمارہ 8 ص 30
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:14)	// //	شمارہ 9 ص 33
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:15)	// //	شمارہ 10 ص 40
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:16)	// //	شمارہ 11 ص 41
ملازمت اور تجارت میں خواتین کے اختیارات (حصہ:17)	// //	شمارہ 12 ص 31

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 10)	ادارہ	شمارہ 1 ص 43
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 11)	// //	شمارہ 2 ص 39
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 12)	// //	شمارہ 3 ص 34
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 13)	// //	شمارہ 4 ص 33
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 14)	// //	شمارہ 5 ص 36
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 15)	// //	شمارہ 6 ص 39
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 16)	// //	شمارہ 7 ص 41
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 17)	// //	شمارہ 8 ص 33
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 18)	// //	شمارہ 9 ص 36
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 19)	// //	شمارہ 10 ص 43
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 20)	// //	شمارہ 11 ص 44
تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط 21)	// //	شمارہ 12 ص 35

﴿کیا آپ جانتے ہیں؟﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تکرارِ جنازہ وانتقالِ میت کی تحقیق (قسط13)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص57
تکرارِ جنازہ وانتقالِ میت کی تحقیق (چودھویں وآخری قسط)	// //	شمارہ2ص48
حضرت مدنی اور ''مسح علی الجوربین''	// //	شمارہ3ص45
سات زمینوں کی مخصوص روایت اور متن پر کلام (قسط1)	// //	شمارہ4ص47
سات زمینوں کی مخصوص روایت اور متن پر کلام (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ5ص49
شیخ الہند کا زندگی کے آخری حصہ میں سیکھا ہوا سبق	// //	شمارہ6ص50
جھوٹے وظالم حکمران، اور ان کی اعانت کا فتنہ	// //	شمارہ7ص51
طلوعِ فجر وغیوبِ شفق کی فقہی وفلکی تحقیق	// //	شمارہ8ص42
اللہ کو راضی کیے بغیر، کفار کے خلاف کامیابی ممکن نہیں	// //	شمارہ9ص43
نئے طریقوں وتحریکوں میں خیر نہ ہونے کی وجہ	// //	شمارہ10ص49
کافروں کے مشابہتی ومعاشرتی بائیکاٹ کا حکم	// //	شمارہ11ص52
گمراہ کن ائمہ ولیڈروں کا فتنہ	// //	شمارہ12ص43

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بنی اسرائیل اور جبلِ طور	مولانا طارق محمود	شمارہ1ص61
بنی اسرائیل اور ''ذبحِ بقرہ'' کا واقعہ (پہلا حصہ)	// //	شمارہ2ص54
بنی اسرائیل اور ''ذبحِ بقرہ'' کا واقعہ (دوسرا حصہ)	// //	شمارہ3ص54
بنی اسرائیل اور ''ذبحِ بقرہ'' کا واقعہ (تیسرا وآخری حصہ)	// //	شمارہ4ص55
حضرت موسیٰ اور قارون (پہلا حصہ)	// //	شمارہ5ص56
حضرت موسیٰ اور قارون (دوسرا حصہ)	// //	شمارہ6ص56

حضرت موسیٰ اور قارون (تیسرا حصہ)	مولانا طارق محمود	شمارہ7 ص57
حضرت موسیٰ اور قارون (چوتھا حصہ)	// //	شمارہ8 ص53
حضرت موسیٰ اور قارون (پانچواں وآخری حصہ)	// //	شمارہ9 ص54
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ اول)	// //	شمارہ10 ص56
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ دوم)	// //	شمارہ11 ص56
حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ سوم)	// //	شمارہ12 ص47

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
’’ذَرِیْرَۃُ‘‘یعنی چرائتہ کے فوائد	حکیم مفتی محمد ناصر	شمارہ1 ص65
’’ذَرِیْرَۃُ‘‘یعنی چرائتہ کے خواص وفوائد	// //	شمارہ2 ص58
سر کے درد کے اسباب اور علاج	// //	شمارہ3 ص58
’’حُلبۃُ‘‘یعنی میتھی	// //	شمارہ4 ص58
میتھی اور اس کے بیجوں کے فوائد اور خواص	// //	شمارہ5 ص59
عیادت میں تسلی دینے کی اہمیت	// //	شمارہ6 ص60
کھانسی اور اس کا علاج	// //	شمارہ7 ص60
آنکھوں کی صحت اور بیماری کی وجوہات	// //	شمارہ8 ص57
نزلہ وزکام	// //	شمارہ9 ص59
بھول،نسیان اور اختلاط کا مرض اور اس کا علاج	// //	شمارہ10 ص59
لُولگنا(Sun Stroke)	// //	شمارہ11 ص59
سر چکرانا(Giddiness)	// //	شمارہ12 ص50

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ1 ص67

ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ2ص60
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ3ص60
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ4ص60
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ5ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ6ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ7ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ8ص59
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ9ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ10ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ11ص61
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ12ص50